مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختمِ نبوت

ہفت روزہ
کراچی

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عیسیٰ ابن مریمؑ زمین پر ناز
ہوں گے نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔ وہ ۴۵ برس ت
دنیا میں قیام فرمائیں گے پھر وہ وفات پائیں گے اور میری
میں دفن کئے جائیں گے (قیامت کے دن) میں اور عیسیٰ ابن
ایک قبر سے ابی بکرؓ و عمرؓ کے درمیان اٹھیں

(مشکوٰۃ شریف)

جلد ۱
شمارہ ۳۲
۲۸ / ربیع الاول تا ۴ / ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ
بمطابق
۱۴ / جنوری تا ۳۰ / جنوری ۱۹۸۳ء

خصائل نبوی برشمائل ترمذی

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب

حضور علیہ السلام کے نعلین مبارک کا ذکر

۴۔ حدثنا اسحٰق بن الانصاری قال حدثنا معن قال
مالك حدثنا سعید بن ابی سعید المقبری عن عبید بن جریج
انہ قال لابن عمر رأیتك تلبس النعال السبتیة قال انی رأیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبس النعال التی لیس فیھا شعر
ویتوضأ فیھا فانا احب ان البسھا

فائدہ: عبید بن جریج نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا کہ آپ بغیر بالوں کے چمڑے کا جوتا پہنتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی جوتا پہنے ہوئے اور اس میں وضو فرماتے ہوئے دیکھا ہے اس لئے میں ایسے ہی جوتے کو پسند کرتا ہوں۔

منشا سوال یہ تھا کہ عرب میں اس وقت تک تنعم و تمدن ایسا تھا۔ بخاری شریف کی مفصل حدیث میں ہے کہ عبید نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا کہ میں چند چیزیں آپ کے معمولات میں ایسی دیکھتا ہوں جو دوسرے صحابہ کے معمولات میں نہیں دیکھتا ہوں۔ منجملہ ان کے یہ بھی ذکر کیا کہ آپ صاف شدہ چمڑے کا جوتا پہنتے ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ اتباع کے شدت اہتمام میں ان کا لحاظ فرماتے تھے۔ دوسرے حضرات عام دستور کے موافق ویسے ہی چمڑے کا بنا لیتے تھے حدیث بالا میں اس میں وضو کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عرب کے جوتے میں چونکہ پنجہ نہیں ہوتا تھا نیچے پتی اوپر تسمہ اس لئے جوتا پہنے ہوئے بھی وضو ہو سکتا ہے اور بے تکلف پاؤں دھل سکتا ہے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی تعلیم و جواز کے واسطے ایسا بھی کر لیتے تھے۔ بعض علماء نے اس میں وضو کا مطلب یہ بتایا ہے کہ وضو کے بعد فوراً نعلین شریف پہن لیتے تھے۔ پاؤں کے خشک ہونے کا انتظار نہ فرماتے تھے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ فوراً تر پاؤں جوتا پہننے سے وضو میں کوئی نقص نہیں آتا۔

لنعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبالان

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی یہی نقل فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریف کے دو تسمے تھے۔

حدثنا احمد بن منیع حدثنا ابو احمد حدثنا سفیان
عن السدی۔ حدثنی من سمع عمرو بن حریث یقول رأیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی نعلین مخصوفتین۔

عمرو بن حریثؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے جوتوں میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے جن میں دوسرا چمڑا سلا ہوا تھا۔

فائدہ یعنی اس کی تلی دوہری تھی۔ اوپر نیچے دو تہ چمڑے کی تھی، یا یہ مطلب ہے کہ ٹوٹے ہوئے ہونے کی وجہ سے چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔

حدثنا اسحاق بن موسی الانصاری حدثنا معن
حدثنا مالك عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرة
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یمشین احدکم فی
نعل واحد لینعلھما جمیعا او لیحفھما جمیعا۔

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک جوتا پہن کر کوئی نہ چلے یا دونوں پہن کر چلے یا دونوں نکال دے۔

اس حدیث کو شمائل میں ذکر کرنے سے یہ مقصود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کو منع فرما رہے ہیں تو خود ایسا کب کو کرتے۔ بظاہر اس حدیث میں ممانعت سے مقصود عادتاً ایسا کرنا ہے۔ اگر کسی عارض کی وجہ سے تھوڑی بہت دیر ایسے چلے مثلاً جوتہ ٹوٹ جائے یا کوئی اور عارض پیش آ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اس حدیث کے ذیل میں علماء نے پاجامہ، موزہ اور ایک آستین پہننے کو بھی داخل فرمایا ہے غرض مقصد اور طریقہ یہ ہے کہ ہر چیز کو پہننا چاہئے۔ تکلف اور بے تمیزی سے احتراز کرنا چاہئے۔

حدثنا اسحٰق بن منصور حدثنا عبد الرزاق عن معمر
عن ابن ابی ذئب عن صالح بن مولی التوءمة عن ابی ھریرة قال

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلسِ ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

مینیجر

علی اصغر چشتی صابری، ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی

فی پرچہ ۱۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	۶۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، دوبئی، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام	۲۲۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۴۰ روپیہ
افریقہ	۲۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر:- عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع:- کلیم الحسن نقوی انجمن پریس، کراچی

مقام اشاعت:- ۲۰/A سانٹرو مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

(۲) خصائل نبوی ﷺ —— شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب (۱)

(۳) افادات عارفی —— ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی مدظلہ (۲)

(۵) ابتدائیہ —— عبدالرحمٰن یعقوب باوا (۳)

(۷) عربوں کی قربانی —— مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (۴)

(۱۱) مدعیان نبوت کا ذبہ —— مولانا تاج محمد صاحب (۵)

(۱۳) نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام —— علی اصغر چشتی صابری (۶)

(۱۷) قومی اخبارات کا مطالعہ ——

(۲۰) ربوہ کانفرنس —— مولانا منظور احمد الحسینی (۷)

(۲۱) حیات عیسیٰ ؑ —— حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی (۸)

(۲۴) نعت —— علی اصغر چشتی صابری (۹)

شعبۂ کتابت

حافظ عبدالستار واحدی —— حافظ گلزار احمد

غلام یٰسین تبسم

پندو نصائح

افادات عارفی

ضبط و ترتیب : منظور احمد الحسینی

جو چیز اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو اس کو جلد اپنانا چاہیے

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب عارفی مدظلہ

فرمایا :- مادی کشف و کرامت سے بہتر روحانی کشف و کرامات ہیں ۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ یہ روحانی کشف و کرامات حاصل ہوتے ہیں ۔ اتباع سنت سے ، صرف اتباع سنت کا ایسی چیز ہے کہ انسان روحانی طور پر صاحب کرامت ہو جاتا ہے کیونکہ ان اعمال میں اتنی کشش و جاذبیت ہے جو عند اللہ مقبول ہے ۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔ آپ فرما دیجئے "اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو اور دعویٰ کرتے ہو تو فاتبعونی یحببکم اللہ میری پیروی کرو ۔ فرمایا جو میرا اتباع کرے گا وہ صحیح راستے پر ہے ۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پھر آپ کی اتباع کا صلہ اور اجر کیا ہے ، وہ یہ ہے کہ ہم ایسے لوگوں سے محبت کریں گے ۔ بہت سے اعمال ہیں ۔ جن پر بڑے بڑے ثواب حسنات اور درجات ملتے ہیں (یعنی تمام اعمال کا بدلہ اللہ تعالیٰ ثواب سے دیتے ہیں) لیکن اتباع سنت ایسی چیز ہے کہ اس کا صلہ ، بدلہ اور جزا صرف اپنی محبت ہی محبت دیتے ہیں ۔ یہ محبت کتنی بڑی چیز ہے اس سے بڑھ کر کوئی چیز ہے اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں آپ کوئی کام کریں اس کو مسنون طریقے سے کر لیں تو صلہ حاصل کر لیں ۔ یحببکم اللہ مثلاً آپ استنجے خانے میں مسنون طریقے سے جا رہے ہیں ۔ یحببکم اللہ یہ قدم عند اللہ محبوب ہیں ۔ کسی صاحب نے تشریح کی ہے کہ یہ قدم جو دعاء ماثورہ پڑھنے کے بعد گئے ہیں اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے کہ اس کا تمام وقت عبادت میں لکھو ۔ کیونکہ اس نے ہمارے نبیؐ کی اس عمل میں کامل اتباع کی ہے ۔

فرمایا :- یہ کلمہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کی بڑی تشریحات ہیں مگر دیکھو ان کا لب لباب کیا ہے یہ کیوں کہا کہ یہ کلمات مجھے محبوب ہیں ویسے اللہ تعالیٰ کو تو سب کلمات محبوب ہیں وجہ یہ ہے کہ ان کلمات کا ورد کرنا آسان ہے ، کیونکہ یہ بہت مختصر ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی رحمت کے امتیوں کو محبوب بنانے کے لئے یہ آسان نسخہ بھی ساتھ ساتھ دے رہے ہیں اور فرما رہے کہ دیکھو یہ چھوٹے چھوٹے لفظ ہیں جلدی جلدی کہہ لیا کرو کہا ہے کہ یہ الفاظ ہیں فرمایا تمہاری وجہ سے محبوب ہیں تم پہ رحم کرنا ، اپنا بنانا اور اپنی رحمت کا (تم کو) مورد بنانا مقصود ہے یہ پڑھو گے تو ہماری محبت کے مورد بن جاؤ گے بھائی جو چیز اللہ کو محبوب ہو اس کو جلد اپنانا چاہیے تو یہ کلمات آپ سب پڑھا کریں ۔ یا اللہ ہمیں اپنی محبت عطا فرما اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا کی توفیق مرحمت فرما ، یا اللہ ہم آپ کی محبت سے محروم نہ رہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے محروم نہ رہیں ہم آپ کے بندے ہیں ہمیں محروم نہ فرمائے گا ، یا اللہ ہماری قسمت بدل دیجئے ہماری صلاحیتیں بدل دیجئے اور اپنی خاص توفیق سے اتباع نبیؐ عطا فرما دیجئے اسکو مقصود حیات بنا دیجئے ۔

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

ہفت روزہ ختم نبوت

ہمارا عزم

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے مجلس شوریٰ ہال میں ساتویں سیرت کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے اپنے خطاب کے دوران کہا ۔

ختم نبوت کے سلسلے میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ ایک ایسا موضوع اور عقیدہ ہے جس پر تمام عالم اسلام میں جوش و خروش پایا جاتا ہے ۔ لیکن پھر بھی کہیں نہ کہیں بعض وقت کوئی نہ کوئی شوشہ اس عقیدے کے خلاف اٹھتا رہتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان میں تحریک ختم نبوت کے بڑے جیالے اور جید کارکن موجود ہیں ۔ ابھی پچھلے دنوں جنوبی افریقہ میں ایک فتنہ اٹھنے والا تھا مگر اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان کے ایک غیر سرکاری وفد نے بروقت اور نہایت خوش اسلوبی سے اس مہم کے آغاز میں وہاں جاکر بڑی نمایاں کامیابی حاصل کی میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں اور دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی کامیابیوں سے ہمکنار کرے ۔

(روزنامہ جنگ مورخہ ۳ دسمبر ۸۲ء صفحہ ۲)

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے جن نیک خیالات اور خواہشات کا اظہار کیا ہے اور جس طرح ہم سے توقعات وابستہ کی ہیں ہم ان کے شکرگزار ہیں ۔ اس سلسلے میں ہم یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ختم نبوت کے رضاکار مملکت خداداد پاکستان میں اسلام ، ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں دینے سے دریغ نہیں کریں گے ۔ ماضی میں بھی ہمارے اکابر نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلے میں بے پناہ قربانیاں دیں انہوں نے اپنے مشن کے لئے ہر قسم کی صعوبتیں برداشت کیں ۔ کٹھن حالات میں بھی اپنے سفر کو جاری رکھا ۔ جہاں ایک طرف انگریز ہمارے دشمن تھے ۔ دوسری طرف مرزائی — اس کے باوجود وہ حضرات ، استقامت کے پہاڑ بن گئے اور کوئی طاقت ان کے راستے کو روکنے میں کامیاب نہ ہو سکی ۔

جہاں تک مسئلہ ختم نبوت کا تعلق ہے — نہایت حساس اور نازک مسئلہ سمجھا جاتا ہے ۔ نبوت کاذبہ کے خلاف امت محمدیہ میں جو شعور پایا جاتا ہے وہ قابل رشک ہے ۔ امت ، ایک لمحہ کے لئے بھی جھوٹے مدعی نبوت کے ناپاک وجود کو برداشت نہیں کر سکتی ۔ تاریخ گواہ ہے کبھی بھی امت نے جھوٹے نبی کے مشن کو چلنے دیا اور نہ آئندہ چلنے دیں گے ۔ ۵۳ء اور ۷۴ء

ابتدائیہ

کی تحریک تحفظ ختم نبوت بھی اسی مسئلے کی ایک کڑی ہے۔ تحفظ ختم نبوت کے لئے مسلمانان پاکستان نے بے مثال قربانیاں دیں جو تاریخ کا ایک زریں باب ہے۔

فتنہ قادیانیت — امت کے لئے ناسور ہے، اسلام کے چہرے پر بدنما داغ ملنے کی ایک کوشش ہے۔ قادیانیت کے فتنہ سے دنیا کے مسلمانوں کو آگاہ کرنا اور ان کی سازشوں کو بے نقاب کرنا ہمارا فریضہ ہے۔ ہم مرزائیت کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ کوئی طاقت ہمارے اس کام میں رکاوٹ نہیں بن سکتی — قادیانیت کا محاسبہ — وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ جنوبی افریقہ ہو یا امریکہ، جاپان ہو یا چین ہم ہر جگہ مرزائیت کو انشاء اللہ شکست فاش دیں گے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو بلند کرتے رہیں گے۔

بفضلہٖ تعالیٰ ہماری جماعت نے جنوبی افریقہ میں قادیانیت کے بت کو پاش پاش کر دیا، ابھی مزید تقاضے آ رہے ہیں۔ ہماری ان جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ دنیا کے مسلمان مرزائیت کے خدوخال سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں اور انہیں اس بات کا اچھی طرح علم ہو چکا ہے کہ قادیانیت ایک دھوکہ اور فریب کے سوا کچھ نہیں، جس کا دوسرا نام کفر و ارتداد ہے۔

ہم اس سلسلے میں حکومت سے عرض کریں گے کہ خدارا —— امت مسلمہ کو فتنہ قادیانیت سے نجات دلایئے، قادیانیوں کی سرگرمیوں کا نوٹس لیجئے۔ تاکہ ملک و ملت ہمیشہ کے لئے اس فتنہ سے محفوظ ہو جائے۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا

بقیہ :- ربوہ کانفرنس

ہمارا مطالبہ اس دن پورا ہوگا جس دن ایک مرتد مرزائی چن چن کر تختہ دار پر لٹکا دیا جائے گا۔ میں نے حضرت صاحب کی موجودگی میں کراچی آرام باغ میں یہی مطالبہ کیا تھا اور یہ کراچی کا آرام باغ بڑی عجیب ہے۔ اسی آرام باغ میں برصغیر کے اس روشن خیال نے یہ بات کہی تھی جب کہ اقتدار کے نشے میں مدہوش عناصر نے توجہ سے نہ سنا، کہ اگر تم نے ملک کی سالمیت کو بچانا ہے تو مرزائی عناصر سے نجات حاصل کر لو ورنہ وہ متعدی جراثیم ہیں جو سب کو لے کر ڈوبیں گے۔ انہوں نے مثال دی تھی کہ مثلاً میرا دانت دکھنے کو آیا تھا، میں نے ایک اچھے ڈاکٹر کو دکھایا تھا تو اس ڈاکٹر نے کہا تھا بخاری صاحب اس دانت کو نکال دیجئے تمہیں خطرے میں ہے میں نے کہا تھا کہ اللہ نے میرے منہ میں دانت رکھا ہے۔ یہ نعمت ہے میں اسے کیوں نکال دوں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا منشاء نہیں ہوتا اللہ کی منشاء تو یہ ہے کہ میں نے جو تمہیں نعمت دی ہے جب تک وہ صحیح کام کرتی رہے ٹھیک ہے جب وہ غلط رخ پہ چل پڑے تو نجات حاصل کر لو شاہ جی نے فرمایا کہ میں نے ڈاکٹر کی بات نہ مانی وہ دانت رکھے دیا کچھ دن کے بعد نتیجہ یہ نکلا کہ وہ لوٹ گیا اور اس کے ساتھ والا دانت بیمار ہو گیا۔ پھر وہ چلا گیا اور پھر اس کے ساتھ والا بیمار ہو گیا وہ بھی چلا گیا اور پھر یہ جراثیم پھیلتے پھیلتے ناگاہ جو میز پر رکھی تھی اٹھا اس کی روشنی منہ میں ڈالی اور آئینہ اٹھا کر دیکھا تو قسمی صاف تھی

ان کے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کے رہی شاہ جی نے فرمایا میں آج کہتا ہوں کہ انگریز کا خاندانی ایجنٹ چوہدری ظفراللہ پاکستان کی مضبوط قسمی کا وہ بیمار دانت ہے کہ اگر تم نے اس سے نجات حاصل نہ کی، تو مجھے تمہاری پوری قسمی خطرے میں نظر آتی ہے!! مگر بھی اسے برداشت کیا گیا ہماری یہ باتیں برداشت نہ ہوئیں۔ مگر سب کی تباہی کو خاموشی سے برداشت کیا گیا پاکستان دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہو گیا۔ آج پروفیسر عبدالسلام کو اہمیت دی جا رہی ہے۔ اس کو رسپشن دیا جا رہا ہے اس اس طرح سر پر اٹھایا جا رہا ہے گویا آسمان سے اعلان ہو کہ جنرل رشید یہ بہت اہم آدمی ہے، یہ تمہارے مستقبل کا وارث ہے۔ ہمارے نوجوانوں کے ذہنوں میں یہ زہر گھولا جا رہا ہے کہ پروفیسر عبدالسلام پاکستان کے لیے قابل فخر ہے لیکن جس طرح سے کہ میں نے پہلے عرض کیا ان درویشوں کا حوصلہ ہے اور ان کی اپنی حکمت عملی ہے۔ ان کا تجربہ ہے یہ دیکھ رہے ہیں۔ قانون کی زبان میں بات کر رہے ہیں۔ دوستانہ لہجے میں بات کر رہے ہیں، کہ اگر تم نے پاکستان کو نظریاتی طور پر مضبوط کرنا ہے اور اس کی آزادی کو بچانا ہے تو ان قادیانیوں سے نجات حاصل کرو مسئلہ ختم نبوت یہ ہمارے ایمان کی جزو اعظم ہے اس پہ کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا میں "اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

معلومات

انسانیت کی سعادت کیلئے عربوں کی ذاتی قربانی

مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو وہ جانتا تھا۔ کہ روم وفارس اور دنیا کی متمدن قومیں جن کے ہاتھ میں اس وقت عالم کی باگ دوڑ ہے ہرگز اپنے عیش ونشاط کو نہیں چھوڑ سکتیں۔ وہ اپنی ناز پروردہ زندگی کو خطرہ میں نہیں ڈال سکتیں۔ وہ بے یارومددگار انسانیت کی خدمت دعوت وجہاد کے لئے مصائب وآلام کے برداشت کرنے کی قوت نہیں رکھتیں۔ ان کے اندر اتنی استطاعت ہرگز نہیں کہ اپنی پرتکلف زندگی اور زیب وزینت کا ایک معمولی سا جزو بھی قربان کریں۔ ان میں ایسے لوگ بالکل مفقود تھے۔ جو اپنی خواہشات پر قابو رکھتے ہوں۔ اپنی حرص وطمع کو روک سکیں، اور جو تمدن کے لوازم اور فیشن کی پابندی سے بے نیاز ہوکر واجبی گذران پر اکتفا کر سکیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسلام کے پیغام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لئے الیسی قوم کا انتخاب فرمایا۔ جو دعوت جہاد کے بوجھ کو اٹھا سکتی تھی۔ اور ایثار وقربانی کے جذبے سے بھرپور تھی۔ یہ وہی عربی قوم تھی۔ جو طاقتور، سادہ منش، اور جفاکش تھی۔ جس پر مصنوعی یا تمدن کا کوئی وار کارگر نہ ہوا۔ اور دنیا کی رنگینیوں کا کوئی جادو نہ چل سکا۔ یہی لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں، جو دل کے غنی، علم سے بھرپور اور تکلفات سے کوسوں دُور تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عظیم الشان دعوت کو لے کر اٹھے اور آپ نے جہد وجہد وجانفشانی کا حق پوری طرح ادا کر دیا۔ اس دعوت کو ہر اس چیز پر ترجیح دی۔ جو آپ کے لئے رکاوٹ کا سبب بن سکتی تھی۔ آپ خواہشات سے بالکل کنارہ کش تھے۔ دنیا کی دلفریبیوں کا آپ پر کوئی جادو چل نہ سکا۔ یہی وہ چیز تھی جو دنیا کے لئے اُسوۂ حسنہ اور رہنمائی۔ جب قریش کے وفد نے آپ سے اس سلسلے میں گفتگو کی اور آپ کے لئے وہ تمام چیزیں پیش کیں، جو ایک نوجوان کے دل کو فریفتہ اور نفسیات رکھنے والے انسان کو خوش کر سکتی تھیں، مثلاً حکومت وریاست، عیش وعشرت، دولت وثروت، تو آپ نے ان تمام چیزوں کو بے تامل ٹھکرا دیا۔ اسی طرح جب آپ کے چچا نے گفتگو کی اور چاہا کہ آپ کو اس دعوت کے پھیلانے اور اس میں حصہ لینے سے روک دیں تو آپ نے صاف صاف فرما دیا کہ "اے چچا خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور میرے بائیں ہاتھ میں چاند لاکر رکھ دیں۔ جب بھی میں اس کام سے باز نہیں آسکتا۔ اور اس وقت تک کوشش کرتا رہوں گا۔ جب تک اللہ تعالیٰ اس دعوت کو غالب نہ کر دے۔ یا میں خود اس سلسلہ میں کام نہ آجاؤں۔ یہی جہد وجہاد، قربانی، دنیا کی نفع اندوز ذہنیت سے بے تعلقی اور پُرمسرت زندگی کے مقابلہ میں تکلیف ومشقت کی زندگی کی ترجیح اہل دعوت کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک نمونہ اور اسوہ بن گیا۔ آپ نے اس سلسلہ میں اپنے اوپر تمام عیش وآرام اور راحت وآسائش کے دروازے بند کر لئے خود اپنے اوپر ہی نہیں بلکہ اپنے پورے خاندان، اہل بیت اور تمام عزیزوں کو بھی عیش وعشرت کے مواقع سے مستفید ہونے کا موقع نہیں دیا۔ وہی لوگ جو آپ سے زیادہ قریب وعزیز تھے۔ زندگی کے عیش وراحت میں انہیں کا حصہ سب سے کم تھا۔ اور جہاد وقربانی میں وہ سب سے آگے رکھے گئے تھے۔ جب آپ کسی چیز کی حرمت کا ارادہ کرتے تو اس کی ابتدا اپنے قبیلہ اور اپنے ہی لوگوں سے کرتے اور جب کسی حق کی باری تھی۔ یا کوئی نفع پہنچانا ہوتا۔ تو دُور کے لوگوں سے شروع کرتے اور لبا اوقات آپ کے قرابت دار اور قبیلہ والے اس سے محروم ہی رہ جاتے۔ آپ نے جب سودی کاروبار ختم کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو سب سے پہلے اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کے کاروبار کو مٹایا۔ اور ان کے تمام سودی منافع کو ختم کر دیا۔ اسی طرح جاہلیت کے انتقامات ومطالبات کو باطل کرنے اٹھے۔ تو ربیعہ بن حارث ابن عبد المطلب کے خون کو پہلے باطل کیا۔ اور جب آپ نے زکوٰۃ کا قانون جاری فرمایا۔ (جو درحقیقت ایک بہت بڑی مالی منفعت ہے اور تا قیامت

باقی رہنے والی چیز ہے ، تو آپ نے اپنے قبیلہ بنی ہاشم کے لئے اس کو قیامت تک کے لئے حرام قرار دیا ۔ فتح مکہ کے دن جب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ سے بنی ہاشم کے لیے سقایت زم زم کے ساتھ ساتھ خانہ کعبہ کی کلید برداری کا مطالبہ کیا ۔ تو آپؐ نے شدت سے انکار فرمایا ۔ اور عثمان بن طلحہؓ کو بلا کر خانہ کعبہ کی کنجی ان کے سامنے رکھ دی ۔ اور کہا اے عثمانؓ ! دیکھو یہ تمہاری کنجی ہے ۔ تم اس کو لے لو ، آج احسان اور وفا کا دن ہے ۔ اور اب یہ تمہارے خاندان میں ہمیشہ رہے گی ۔ کوئی اس کو تم سے نہیں لے سکتا ۔ اِلّا یہ کہ کوئی ظالم اس کی جرأت کرے ۔ آپؐ نے ازواج مطہرات کو زہد و قناعت اور روکھی پھیکی زندگی گزارنے کی ترغیب دی اور صاف فرمایا ۔ کہ اگر تم فقر و فاقہ کی زندگی گذارنے کیلئے آمادہ ہو ۔ تو میری رفاقت اختیار کر سکتی ہو ۔ ورنہ ناز و نعمت و راحت کے ساتھ تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتیں ۔ اور اس وقت آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھ کر سنایا :۔

یایھا النبیّ قل لّازواجك ان	اے نبی آپ اپنی بیویوں سے فرما دیجئے
کنتنّ تردن الحیٰوۃ الدنیا	کہ تم اگر دنیوی زندگی اور اس کی بہار
وزینتھا فتعالین امتعکنّ	چاہتی ہو ۔ تو آؤ میں تم کو کچھ متاع دیدوں
واسرحکنّ سراحاً جمیلاً	اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کر دوں ۔
وان کنتنّ تردن اللہ ورسولہٗ	اور اگر تم اللہ کو چاہتی ہو ۔ اور اس کے
والدار الاٰخرۃ فان اللہ اعدّ	رسول کو اور عالم آخرت کو ، تو تم میں سے
للمحسنٰت منکنّ اجراً	نیک کرداروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے
عظیماً ؕ	اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے ۔

لیکن اس انتخاب میں آپ کے گھر والوں نے اللہ اور رسول ہی کو انتخاب کیا ۔ اسی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب سنا کہ آپ کے پاس کچھ غلام آئے ہیں ۔ اور جب کہ ان کے ہاتھوں میں چکی چلانے سے گٹے پڑ گئے تھے ۔

آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں کہ یا رسول اللہ مجھے بھی ایک خادم عنایت فرما دیجئے تاکہ میں کچھ آرام حاصل کر سکوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسبیح و تحمید کی وصیت فرمائی ۔ اور کہا کہ تمہارے لئے یہ چیز خادم سے کہیں زیادہ بہتر ہے ۔ یہی معاملہ آپ کا اپنے تمام قریبی رشتہ داروں اور عزیزوں کے ساتھ تھا ۔ اور جو جتنا ہی قریب ہوتا جاتا اسی قدر اس کی ذمہ داری بڑھتی جاتی ۔

مکہ کے لوگ جب ایمان لائے تو ان کی اقتصادی زندگی کا نظام درہم برہم ہو گیا ۔ ان کی تجارت کساد بازاری کا شکار ہو گئی ۔ اور بعض اپنے راس المال سے بھی محروم ہو گئے تھے ۔ جس کو انہوں نے اپنی زندگی میں جمع کیا تھا ۔ ان میں ایسے ہی ایمان لانے والے تھے ۔ جو راحت و آرام کے سامان اور آرائش و زینت کے اسباب بھی ختم کر چکے تھے ۔ حالانکہ پہلے ان کی امتیازی شان یہی تھی ۔ کہ وہ زینت و آرائش کے دلدادہ تھے ۔ اسی طرح اس دعوت کے پھیلانے اور اس راہ کی رکاوٹوں کو دور کرنے کے سلسلہ میں بہتوں کی تجارت برباد ہو گئی ۔ اور کتنے اپنے آبائی دولت کے حصوں سے محروم ہو گئے ۔

اسی طرح جب آپ نے مدینہ ہجرت فرمائی اور انصار نے آپ کا ساتھ دیا ۔ تو اس کا اثر ان کے کھیتوں ، ان کے باغات پر پڑا ۔ حتیٰ کہ یہاں تک جب انہوں نے اپنا کچھ تھوڑا سا وقت ان کی نگہداشت کے لیے چاہا ۔ تو ان کو اجازت نہیں ملی ۔ اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کو تنبیہ کیا گیا ۔ ارشاد ہوا :۔

" وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا	اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو
بایدیکم الی التھلکۃ "	ہلاکت میں نہ ڈالو ۔

یہی حال عرب اور ان تمام لوگوں کا ہوا جو اس دعوت سے متاثر اور اس پر عمل پیرا ہوئے چنانچہ جہاد کی مشقت اور جان و مال کے خسارہ میں ان کا اتنا بڑا حصہ تھا جو دنیا کے کسی قوم کے حصہ میں نہیں آیا ، اللہ تعالیٰ ان سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے ۔

قل ان کان اٰباؤکم وابناؤکم	آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے
واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم	بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور
واموالُ نِ اقترفتموھا وتجارۃٌ	تمہارا کنبہ ، اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں ۔
تخشون کسادھا ومسٰکن	اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تم
ترضونھا احبّ الیکم من اللہ	کو اندیشہ ہو ، اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے
ورسولہٖ وجھادٍ فی سبیلہٖ	ہو ، تم کو اللہ اور اس کے رسول سے اور
فتربصوا حتیٰ یأتی اللہ بامرہٖ	اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے
واللہ لا یھدی القوم الفاسقین	ہوں ۔ تو تم منتظر رہو ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ
	اپنا حکم بھیجدے اور اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنے
	والوں کو ان کے مقصود تک نہیں پہنچاتا ۔

❖ ❖ ❖

❖ ❖ ❖

دوسری جگہ فرمایا :۔

ما کان لاھل المدینۃ ومن	مدینہ کے باشندوں کو اور ان اعرابیوں کو جو اس
حولھم من الاعراب ان	کے اطراف میں بستے ہیں ۔ لائق نہ تھا ۔ کہ اللہ
یتخلّفوا عن رّسول اللہ	کے رسول کا ساتھ نہ دیں ۔ اور پیچھے رہ جائیں
ولا یرغبوا بانفسھم	اور نہ یہ بات لائق تھی ۔ کہ اس کی جان
عن نفسہٖ	کی پرواہ نہ کرکے محض اپنی جانوں کی فکر میں پڑ
(التوبہ ع ۵)	جائیں ۔

اس لئے کہ انسانی سعادت کی عمارت انہیں لوگوں کی قربانیوں کے ستونوں پر قائم ہونے والی تھی ۔ اور حالات کی تبدیلی میں صرف اسی بات کا انتظار تھا کہ یہ مہاجرین

مقالات

والعبار اپنے کو مٹا کر انسانیت کی سربلندی اور قوموں کی ہدایت و فلاح کا فیصلہ حاصل کرلیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولنبلونکم بشیٔ من الخوف	ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے کچھ ڈر کچھ خوف'
والجوع ونقص من الاموال	بھوک، مالوں، جانوں اور پھلوں کی کمی
والانفس والثمرات۔	اور نقصان کے ساتھ۔

(البقرہ ۱۵۵)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

أحسب الناس ان یترکوا	کیا لوگ اتنا کہہ کر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان
ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون	لائے اور ان کی آزمائش نہ کیجائے گی۔

اگر عرب اس سرفرازی کو قبول کرنے سے ہچکچاتے اور انسانیت کی اس عظیم خدمت میں تردد سے کام لیتے تو بدبختی اور عالم کے فساد کی مدت اور بڑھ جاتی اور جاہلیت کی تاریکی بدستور دنیا پر چھائی رہتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض	اگر تم ایسا نہ کروگے تو زمین میں بڑا فتنہ پیدا
وفساد کبیر۔	ہوگا۔ اور بڑی ہی خرابی پھیلے گی۔

(الانفال۔ ۱۰۴)

چھٹی صدی عیسوی میں دنیا ایک دوراہے پر کھڑی تھی۔ اس وقت دو ہی راستے تھے۔ یا تو عرب کے لوگ اپنے جان و مال، آل و اولاد اور تمام محبوب چیزوں کو خطرہ میں ڈال کر آگے بڑھ جائے۔ اور دنیا کی ترغیبات سے کنارہ کش ہوکر اجتماعی مصلحت کی راہ میں اپنا سارا سرمایہ قربان کردیتے جب دنیا کو سعادت نصیب ہوتی۔ اور انسانیت کی قسمت بدلتی۔ جنت کا شوق ابھرتا۔ اور ایمان کی ہوائیں چلتیں۔ یا پھر وہ اپنی خواہشات و مرغوبات اور اپنی انفرادی لذت و عیش کو انسانیت کی سعادت و فلاح پر ترجیح دیتے تو ایسی صورت میں دنیا گمراہی و بدبختی کے دلدل میں پھنسی رہ جاتی۔ اور غفلت و مدہوشی کے عالم میں پڑی رہتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو انسانیت کی بھلائی منظور تھی۔ اس لئے عربوں میں اس نے ولولہ پیدا کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اندر ایمان و ایثار کی روح پھونک دی۔ اور ان کو آخرت اور اس کے بے پایاں ثواب کی ترغیب دی۔ تو انہوں نے اپنے آپ کو انسانیت پر قربان کرنے کے لئے پیش کردیا۔ اور اللہ کے ثواب اور نوع انسانی کی سعادت کی امید میں انہوں نے دنیا کے تمام عیش و آرام سے آنکھیں بند کرکے جان و مال کو اللہ کے راستے میں جھونک دیا۔ اور ان تمام چیزوں کو تج دیا جن پر لوگ حریصانہ نظریں اٹھاتے۔ انہوں نے پورے خلوص اور صداقت کے ساتھ راہِ خدا میں جانیں دیں اور تختیں کیں۔ تو اللہ نے ان کو دنیا و آخرت کے بہتر اجر سے نوازا۔ واللہ یحب المحسنین (اور اللہ محسنین سے محبت رکھتا ہے)

آج دنیا ہٹ ہٹا کر پھر اسی نقطہ پر پہنچ گئی ہے جس پر وہ چھٹی صدی عیسوی میں تھی۔ یہ عالم پھر اسی دوراہے پر نظر آرہا ہے جس دوراہے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تھا۔ آج اس کی ضرورت ہے کہ عرب قوم (جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق خاص ہے) میدان میں نکل آئے اور پھر دنیا کی قسمت بدلنے کے لئے جان کی بازی لگائے اور اپنی تمام آسائش و ثروت، دنیا کی نعمتوں سے ترقی و خوشحالی کے امکانات اور اپنے سامان راحت کو خطرے میں ڈال دے تاکہ دنیا اس مصیبت سے نجات پائے جس میں وہ مبتلا ہے۔ اور زمین کا نقشہ بدل جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ عرب بدستور اپنے حقیر اغراض اور ذاتی سربلندی، ترقی عہدہ و منصب، تنخواہوں کی بیشی، آمدنی کے اضافہ اور کاروبار کی ترقی کی فکر میں رہیں اور سامان عیش اور اسباب راحت کی فراہمی میں مشغول رہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا اس زہریلے تالاب میں غوطہ زن رہے گی جس میں وہ صدیوں سے ہلاک ہو رہی ہے۔ اگر اچھے اچھے ذہین عرب نوجوان بڑے بڑے شہروں میں خواہشات کے غلام ہوکر بیٹھے رہیں اور اگر ان کی زندگی کا محور صرف مادہ اور معدہ ہو اس کے علاوہ ان کی کوئی اور فکر نہ ہو...... اور ان کی تمام جدوجہد صرف اپنی ذاتی زندگی اور اپنی مرفہ الحالی کے گرد چکر لگا رہی ہو تو ایسی صورت حال میں انسانی سعادت کا تصور بھی مشکل ہے۔ بعض جاہلی قوموں کے نوجوان ان سے زیادہ حوصلہ مند تھے اور ان کا ذہن ان سے کہیں زیادہ بلند تھا جب کہ انہوں نے اپنے پسندیدہ مقاصد کی راہ میں اپنی تمام راحت و آرام اور اپنے مستقبل تک کو قربان کردیا، جاہلی شاعر امرأالقیس ان سے کہیں زیادہ باہمت تھا کہ کہتا ہے۔

ولو انّنی اسعیٰ لادنیٰ معیشۃ	کفانی ولم اطلب قلیل من المال
ولکنّما اسعیٰ لمجد موثل	وقد یدرک المجد المؤثل امثالی

(اگر میں کسی ادنیٰ درجہ کی زندگی کے لئے کوشش کرتا ہوتا تو مجھے تھوڑا سا مال بھی کافی ہوتا اور اس کے لئے ایسی جدوجہد کی ضرورت نہ ہوتی۔

لیکن میں تو ایسی عظمت کا طالب ہوں جس کی جڑیں مضبوط ہوں اور مجھ جیسے آدمی ہی ایسی عظمت کو حاصل کرلیتے ہیں)

دنیا کی سعادت و کامرانی کی منزل تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان نوجوان اپنی قربانیوں سے ایک پل تعمیر کریں، اس پل پر سے گذر کر دنیا بہتر زندگی کی منزل تک پہنچ سکتی ہے، زمین کھاد کی محتاج ہوتی ہے لیکن انسانیت کی زمین کی کھاد جس سے اسلام کی کھیتی برگ و بار لاتی ہے، وہ وہی انفرادی خواہش و حرص ہے۔ جس کو مسلم نوجوان اسلام کا بول بالا کرنے اور اللہ کی زمین میں امن و سلامتی پھیلانے کے لئے قربان کریں۔ آج انسانیت کی افتادہ زمین کھاد مانگتی ہے یہ کھاد راحت و آرام کے

مواقع، انفرادی ترقی کے امکانات اور عیش کے اسباب میں جن کو مسلمان بالخصوص عرب اقوام قربان کر دینے کا ارادہ کرلیں، چند انسانی جانوں کی جدوجہد اور ان کی قربانیاں سے اگر انسانی گلہ آگ کی راہ سے نکل کر جنت کی راہ پر لگ جائے تو یہ بڑا سستا سودا ہے۔ اس لئے کہ جو نعمت حاصل ہوگی وہ بہت ہی جنس گراں مایہ ہے۔ اور اس کے لئے جو کچھ قربان کرنا پڑے وہ اس کے مقابلہ میں بہت ہی معمولی اور ارزاں ہے۔

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں
اک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں

عالم اسلامی کی توقع عالم عربی سے

عالم عربی اپنی خصوصیات، محل وقوع، اور اپنی سیاسی اہمیت کی بنا پر اسلام کی دعوت کی ذمہ داری اٹھانے کا مقتدر ہے، وہ یہ کر سکتا ہے کہ عالم اسلامی کی قیادت کا بیڑہ اٹھائے اور مکمل تیاری کے بعد یورپ سے آنکھیں ملا سکے، اور ایمان، دعوت کی طاقت، اور خدا کی نصرت سے اس پر غالب آجائے۔ اور دنیا کو شر سے خیر کی طرف، تباہی و بربادی سے امن و سلامتی کی طرف لے آئے، یا جس طرح مسلمانوں کے قاصد نے یزدگرد کی مجلس میں کہا تھا:-

"انسانوں کی پرستش سے نکال کر خدائے واحد کی پرستش میں، دنیا کی تنگی سے اس کی کشادگی میں اور مذاہب کی ناانصافی سے نکال کر اسلام کی عدل گستری میں داخل کرے"

عالم انسانی عالم اسلامی کی طرف اپنے نجات دہندہ کی حیثیت سے دیکھ رہا ہے۔ اور عالم اسلامی عالم عربی کی طرف اپنے لیڈر اور رہبر کی حیثیت سے نظریں اٹھائے ہوئے ہے۔ کیا عالم اسلامی عالم انسانی کی توقع کو پورا کر سکتا ہے، اور کیا عالم عربی عالم اسلامی کے سوال کا جواب دے سکتا ہے؟ عرصہ سے مظلوم انسانیت اور برباد شدہ دنیا مسلمانوں سے فریاد کر رہی ہے اس کو اب بھی یقین ہے، کہ جن مخلص ہاتھوں نے کعبہ کی تعمیر کی تھی وہی دنیا کی تعمیر نو کا فرض انجام دے سکتے ہیں۔

بقیہ :- قومی اخبارات کا مطالعہ

مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی مولانا عبداللہ منیر اور قاری غلام حسین عباسی نے خطاب کیا علماء نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو بڑی نعمتوں سے سرفراز فرمایا جن کا شمار ممکن نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نعمت پر نہیں فرمایا۔ کہ میں نے انسانیت پر احسان کیا ہے۔ لیکن رحمت اللعالمین کی آمد کو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان پر ایک بہت بڑا احسان قرار دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمتوں میں سے بڑی نعمت حضور کا مبعوث ہونا ہے۔

علماء نے کہا کہ حضور کی آمد نے دنیا سے فسق و فجور کا خاتمہ کر دیا جو لوگ ایک دوسرے کے دشمن تھے وہ ایک دوسرے کے محافظ بن گئے علماء کرام نے کہا کہ بارہ ربیع الاول کو صحیح اسلامی روح کے تحت منایا جائے غیر شرعی حرکات سے اجتناب کیا جائے۔ ۱۲ ربیع الاول ہمیں درس دیتا ہے کہ ہم حضور کے قول و فعل پر عمل کریں اور دنیا و آخرت میں سرخرو ہوں، یہی حضور کی سیرت کا پیغام ہے اس لئے ہمیں حضور کی سیرت کو اپنانے پر زور دینا چاہیئے۔ کل برلاس ٹیکسٹائل ملز میں جلسہ سیرت النبی ہوگا جس سے مولانا قاری عبداللہ منیر خطاب کریں گے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی ۲۹ دسمبر ۱۹۸۲ء)

پاکستان میں بھی مرزائیوں کی شہریت ختم کی جائے

چنیوٹ ۳۰ دسمبر (نامہ نگار) تیسری سہ روزہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس ختم ہو گئی۔ شب و روز نو اجلاس ہوئے جن میں لاکھوں فرزندان توحید و رسالت نے شرکت کی۔ آخری روز قاری عبدالوحید، مولانا عبدالہادی شیخوپورہ، مولانا حسین علی، مولانا محمد عبداللہ، چوہدری محمد خلیل گجراتی، مولانا ممتاز حسین گیلانی، مولانا عبدالمالک، مولانا اللہ یار چاریاری، مولانا ضیاء الدین ضیاء، مولانا اللہ وسایا، مولانا منظور احمد حجازی، الحاج مولانا محمد عارف مریڈ شریف، مولانا قاضی بشیر احمد، مولانا تاج محمود، مولانا محمد اشرف ہمدانی نے خطاب کیا اور متعدد قراردادیں منظور کی گئیں۔ ایک قرارداد کے ذریعہ جنوبی افریقہ اور ملائیشیا میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر ان کی حکومتوں کا شکریہ ادا کیا گیا اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ ملائیشیا کی طرح پاکستان میں بھی مرزائیوں کی شہریت ختم کی جائے دوسری قرارداد کے ذریعہ مولانا مفتی عبدالواحد، میاں معراج احمد سالار، مولانا عبدالرحمان میانوی، قاری رحیم بخش حفیظ جالندھری اور سابق وزیر قانون سردار صغیر احمد ایڈووکیٹ کی رحلت پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے مغفرت کے لئے خصوصی دعائیں مانگی گئیں۔

تیسری قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے اور مرزائیوں کو اسلامی اصطلاحات اور شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا جائے۔ چوتھی قرارداد کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا کہ مرزائیوں کو آبادی کے لحاظ سے ملازمتیں دی جائیں اور کسی بھی مرزائی کو جج، مجسٹریٹ یا قاضی کا عہدہ نہ دیا جائے۔ تمام سرکاری ملازمین سے حلف لیا جائے کہ وہ مرزا غلام احمد کو کذاب تصور کرتے ہیں۔ قادیانیوں کے رسائل و جرائد اور سرکاری ابلاغ ریڈیو ٹیلی ویژن کے شعبوں سے ان کی تطہیر کی جائے۔ شناختی کارڈ پاسپورٹ، راشن کارڈ اور تعلیمی اسناد میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا جائے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ لاہور ۳۱ دسمبر ۱۹۸۲ء)

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

خلافتِ عباسیہ میں مدعیانِ نبوت کاذبہ

مولانا تاج محمد مدرس مدرسہ عربیہ قاسم العلوم فقیر والی،

(۱) ایک دفعہ خلیفہ مہدی کے وقت میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ لوگ اس کو پکڑ کر خلیفہ کے دربار میں لے گئے۔ اور بتایا کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ خلیفہ مہدی نے اس شخص سے سوال کیا کہ کیا تم نبی ہو؟ اس شخص نے جواب دیا ”ہاں“ اس کے بعد خلیفہ نے دوسرا سوال یہ کیا کہ تم کن لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہو؟ اس شخص نے جواب دیا۔ ادھر میں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ادھر لوگ پکڑ کر یہاں لے آئے۔ ایک گھڑی کے لئے کسی کے پاس جانے نہیں دیا۔ اب میں تم لوگوں کا ہوں۔ یہ سن کر خلیفہ مہدی ہنسا۔ ڈانٹ ڈپٹ کر کے پاگل سمجھ کر چھوڑ دیا۔

(۲) خلیفہ متوکل عباسی کے عہد میں ایک عورت کو جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا پکڑ کر خلیفہ کے دربار میں لایا گیا۔ متوکل نے پوچھا کیا تو نبیہ ہے؟ عورت نے جواب دیا ”جی ہاں“ متوکل نے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نبی مانتی ہو یا نہیں؟ عورت نے جواب دیا بیشک ضرور مانتی ہوں“ خلیفہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا) عورت نے کہا بے شک فرمایا ہے لیکن یہ تو نہیں فرمایا لَا نَبِیَّةَ بَعْدِیْ (میرے بعد کوئی نبیہ نہ ہوگی) اس پر متوکل ہنسا اور اسے چھوڑ دیا۔

(۳) ایک مدعی نبوت کو پکڑ کر خلیفہ مامون کے دربار میں لایا گیا۔ خلیفہ نے ازراہِ تمسخر اس سے معجزہ طلب کیا۔ اس نے کہا میں سنگریزے پانی میں ڈالتا ہوں۔ اگر گھل جائیں تو سمجھ لیجئے میں سچا نبی ہوں۔ خلیفہ نے کہا منظور ہے“۔ اس آدمی نے ایک پیالے میں پانی بھر کر سب کے سامنے سنگریزے پانی میں ڈال دیئے۔ وہ سب ایک دم پانی میں گھل گئے۔ لوگوں نے کہا یہ جعلی سنگریزے ہیں۔ اب ہم تمہیں اصل سنگریزے دیتے ہیں۔ اگر انہیں پانی میں گھلاؤ تو جانیں۔ اس شخص نے جواب دیا نہ تم فرعون سے بڑے ہو اور نہ میں موسیٰ سے بڑا ہوں۔ فرعون نے موسیٰ سے یہ تو نہیں کہا تھا کہ میں تمہارے عصا کی بجائے یہ عصا دیتا ہوں۔ اور اسے اژدہا بناؤ تو جانیں۔ مامون اس لطیفہ پر بہت ہنسا اور اُسے پاگل سمجھ کر چھوڑ دیا۔

(۴) خلیفہ معتصم باللہ کے دربار میں ایک مدعی نبوت کو پکڑ کر لایا گیا۔ معتصم نے پوچھا کیا تم نبی ہو؟ اس نے جواب دیا ”جی ہاں“ معتصم نے پوچھا کس کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے ہو؟ اس نے کہا آپ کی ہدایت کے لئے۔ معتصم بولا تم ایک رذیل انسان ہو۔ اور پرلے درجے کے احمق ہو۔ اس نے جواب دیا جی ہاں: جیسے لوگ ہوتے ہیں۔ ویسے ہی ان پر پیغمبر بھیجے جاتے ہیں۔ اس جواب پر معتصم شرمسار ہو گیا۔ اور ڈانٹ ڈپٹ کر کے دربار سے بھگا دیا۔

(۵) ایک دفعہ مامون کے سامنے ایک اور مدعی نبوت پیش کیا گیا۔ مامون نے اس سے کہا۔ کیا تم کوئی معجزہ دکھا سکتے ہو۔ اس نے جواب دیا ہاں ابھی دکھا سکتا ہوں“ جو کچھ آپ کے دل میں ہے بتا دوں گا۔ مامون نے کہا اچھا بتاؤ میرے دل میں کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ آپ کے دل میں ہے کہ یہ شخص بڑا جھوٹا ہے۔ مامون نے کہا یہ تو سچ ہے۔ مامون نے اسے قید خانہ بھیج دیا۔ چند روز بعد اس کو قید خانہ سے بلوایا گیا۔ مامون نے پوچھا کیا تم پر کچھ وحی اتری؟ اس نے جواب دیا ”نہیں“ مامون نے پوچھا کیوں؟ اس نے جواب دیا اس لئے کہ قید خانہ میں فرشتے نہیں آتے۔ اس جواب پر مامون ہنس پڑا۔ اور پاگل سمجھ کر چھوڑ دیا۔

(۶) محمد بن عتاب نام ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے ہارون الرشید کے زمانہ میں ایک روز شہر رقہ میں دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے ارد گرد

کھڑے ہیں۔ اور وہ آدمی بڑا مہذب اور رعب دار معلوم ہوتا تھا۔ میں نے پوچھا اسے کیوں گھیر رکھا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ اس نے نبی ہونے کا دعویٰ کر رکھا ہے! میں نے کہا تم لوگ جھوٹ کہتے ہو۔ ایسے آدمی سے یہ بات سرزد نہیں ہو سکتی۔ دوسرے لوگ تو خاموش رہے۔ لیکن اس مدعی نبوت نے بگڑ کر کہا۔ کہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ اس پر میں نے پوچھا کہ کیا تم نبوت کے مدعی ہو؟ اس نے جواب دیا ”ہاں“ میں نے کہا تمہاری نبوت کی کوئی دلیل؟ اس نے جواب دیا کہ دلیل یہ ہے کہ تم ”ولد الزنا“ ہو۔ میں نے ضبط کر کے جواب دیا۔ بھلا پاک دامن عورتوں کو زنا سے متہم کرنا نبیوں کا کام ہے۔ اس نے کہا میں تو صرف اسی کام کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ میں تمہاری نبوت کا منکر ہوں۔ اس نے کہا اگر منکر ہو تو اپنے گھر خاموش رہو اس پر دوسرے لوگوں میں سے کسی نے اس کے پتھر مارے۔ جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ اور بولا کہ یہ فعل ”ولد الزنا“ کا ہے۔ اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہنے لگا ”تم نے ہی میرے ساتھ یہ بھلائی نہیں کی۔ جو ان جاہلوں کے ہاتھ مبتلا کر دیا“ محمد بن عتاب کہتے ہیں کہ یہ شخص پاگل معلوم ہوتا تھا۔

(۷) کوفہ کے ایک شخص کا بیان ہے کہ ایک دن میرے ایک دوست آئے اور کہا کہ تم نے کچھ اور بھی سنا؟ یہاں ایک پیغمبر صاحب پیدا ہوئے ہیں۔ چلو ان سے ملیں اور دیکھیں کہ وہ کیا کچھ کہتے ہیں۔ میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ہم دونوں اس مدعی نبوت کے مکان پر پہنچے۔ وہ دروازہ پر ملا اور بہت کچھ عہد و پیمان لے کر ہمیں اندر لے گیا۔ یہ ایک نہایت ہی مکروہ صورت خراسانی بڑھا تھا۔ اور بھینگا تھا۔ اور اتفاق سے میرے دوست کانے تھے۔ میرے دوست نے کہا کہ تم خاموش رہو۔ اس کے ساتھ مجھے گفتگو کرنے دو۔ میرے دوست نے اس سے پوچھا۔ ”جناب آپ کا کیا دعویٰ ہے؟“ اس نے جواب دیا ”میں نبی ہوں“۔ میرے دوست نے اس سے پوچھا دلیل۔ اس نے جواب دیا کہ دلیل یہ ہے کہ تم کانے ہو اپنی دوسری آنکھ بھی نکال کر اندھے ہو جاؤ۔ اور میں پھر اسی وقت دعا کر کے تمہیں اچھا کر دوں گا۔ ہم دونوں نے کہا یہ شخص پاگل ہے۔ اور ہنستے ہوئے ہم نے اپنا راستہ لیا۔

(۸) خلیفہ مامون الرشید کے سامنے ایک دفعہ دس مدعیان نبوت پکڑ کر لائے گئے۔ وہ سب تعلیم یافتہ لوگ تھے۔ راستہ میں بڑی شان کے ساتھ چل رہے تھے۔ ایک شخص جو دعوتوں میں بن بلائے چلا جایا کرتا تھا وہ راستہ میں ملا۔ اس نے ان دس مدعیان نبوت کے قافلہ کو دیکھ کر گمان کیا کہ وہ کہیں دعوت پر جا رہے ہیں۔ وہ بھی ان کے ساتھ چل پڑا۔ جب یہ لوگ مامون الرشید کے سامنے پیش ہوئے تو تمام لوگ حیران ہوئے کہ دس کی بجائے گیارہ کیسے ہو گئے۔ جب مامون الرشید نے ان مدعیان نبوت کے قتل کا حکم دیا۔ تو گیارہواں شخص بہت پریشان ہوا۔ اس نے کہا کہ میں تو یہ سمجھ کر ان کے ساتھ ہو لیا تھا کہ یہ لوگ کسی امیر کے ہاں دعوت پر جا رہے ہیں۔ ورنہ اصلیت یہ ہے کہ میں ان کے دعویٰ نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ مامون الرشید اور تمام لوگ ہنس پڑے۔ آخر کار فیصلہ کے مطابق تمام مدعیان جہنم رسید کئے گئے۔

(۹) مامون الرشید کے عہد میں ایک اور شخص نے دعویٰ کیا۔ اور اس خصوصیت سے کیا کہ میں ہی ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔ جب وہ مامون کے سامنے پیش کیا گیا تو اس وقت ثمامہ اشرس مامون کے پاس بیٹھا تھا۔ مامون نے اس مدعی نبوت کی کیفیت سن کر کہا کہ میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا کہ خدا پر بھی تہمت لگائے۔ ثمامہ نے کہا۔ اگر اجازت ہو تو میں اس سے گفتگو کروں۔ مامون نے اجازت دے دی۔ ثمامہ نے کہا اے شخص ابراہیمؑ کے پاس تو نبوت کی دلیلیں بھی تھیں تمہارے پاس کونسی دلیل ہے۔ اس نے پوچھا ابراہیم کے پاس کونسی دلیلیں تھیں ثمامہ نے کہا آگ جلائی گئی۔ اور وہ اس میں ڈال دیئے گئے مگر آگ ان کے لئے ٹھنڈی اور آرام دہ ہو گئی۔ اب ہم تمہارے لئے آگ جلاتے ہیں۔ اور تمہیں اس میں ڈال دیں گے۔ یہ سن کر وہ بولا کہ یہ زیادہ مشکل ہے۔ اس سے کوئی آسان صورت بتاؤ۔ ثمامہ نے کہا تو حضرت موسیٰؑ جیسے دلائل نبوت پیش کرو۔ اس نے پوچھا ان کے دلائل کیا تھے۔ ثمامہ نے کہا ان کے پاس عصا تھا۔ جب وہ زمین پر ڈال دیتے تو وہ اژدہا بن جاتا۔ انہوں نے یہی عصا مار کر سمندر کو ٹھہرا دیا تھا۔ وہ شخص بولا اس سے بھی کوئی آسان صورت نکالیے۔ کہا چلو حضرت عیسیٰؑ کے دلائل ہی سہی۔ پوچھا وہ کیا تھے؟ کہا مردوں کو زندہ اور مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کر دیتے تھے۔ بولا یہ سب پر قیامت ہے۔ ثمامہ نے کہا پھر کوئی دلیل نبوت تو ضرور ہونی چاہیے۔ اس نے کہا میرے پاس اس قسم کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے جبرائیل سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ مجھے شیطانوں کے پاس بھیجتے ہو تو کوئی دلیل دو۔ تاکہ میں آگے پیش کر سکوں۔ اس پر جبرائیل ناراض ہوئے۔ اور کہا تم نے خود ہی برائی سے اپنے کام کی ابتدا کی۔ جاکے دیکھو تو لوگ کیا کہتے ہیں۔ یہ باتیں سن کر ثمامہ نے مامون سے کہا امیر المومنین! اس شخص کا دماغ خراب ہے۔ مامون میں بھی ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر اسے وہاں سے بھگا دیا اور کہا جاؤ۔ اور جا کر اپنے دماغ کا علاج کراؤ۔

قسط ۵

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینۃ المنورہ میں

مدینہ منورہ پر ایک نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ

مدینۃ المنورہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دار الہجرۃ، اسلام کی عالمی دعوت کا مرکز اور ایک اسلامی ریاست (پایۂ تخت) کی حیثیت سے نوازا۔ تمدن، معاشرت اور اقتصادی لحاظ سے مکۃ المکرمہ سے بڑی حد تک مختلف تھا۔ یہاں بیک وقت کئی مذاہب، کئی ثقافتیں اور کئی معاشرے دوش بدوش موجود تھے۔ جب کہ مکہ مکرمہ میں اس لحاظ سے یکسانیت پائی جاتی تھی۔ رنگ، طرز اور مذہب ایک ہی تھا جس پر سب کے سب کاربند رہتے تھے۔

یہود

مدینہ میں یہود کے تین قبیلے آباد تھے، قینقاع، نضیر اور قریظہ۔ ان تینوں قبائل کی آپس میں نہیں بنتی تھی۔ نتیجۃً ان کے باہمی تعلقات کشیدہ رہتے تھے۔ اور لڑائیاں بھی ہوتی تھیں۔ یہ لوگ مدینہ کی مختلف بستیوں اور محلوں میں آباد تھے۔ بنو قینقاع کو جب بنو نضیر اور بنو قریظہ نے مدینہ کے نواحی علاقے سے بھگایا۔ تو اسے شہر کے اندر ایک خاص محلے میں رہنا پڑا۔ بنو نضیر نے مدینہ سے دو تین میل دور وادی بطحان کو اپنا ٹھکانا بنایا تھا۔ جو بڑی زرخیز اور شاداب ہونے کے علاوہ کھجوروں سے بھی مالا مال تھی۔ جبکہ بنو قریظہ مدینہ کے جنوب میں کچھ فاصلے پر مہزور کے علاقے میں آباد تھے۔ اگرچہ مدینہ میں ان کے پاس مضبوط قلعوں اور مستحکم عمارتوں کی کمی نہیں تھی۔ تاہم انہیں یہاں حکومت بنانے کا موقعہ نہ ملا۔ ان کا انحصار ان قبائلی سرداروں پر تھا۔ جن کی حمایت اور حفاظت میں یہ چین سے رہ سکتے تھے۔ اور جن کے اثر و رسوخ کے سامنے انہیں سر تسلیم خم کرنا پڑتا تھا۔ بالفاظ دیگر مدینہ میں یہود کی زندگی باجگزار انہ طرز کی تھی۔ کیونکہ انہیں ان سرداروں کو سالانہ ٹیکس بھی دینا پڑتا تھا۔ اور بدوؤں کے حملوں سے محفوظ رہنے کا ان کے پاس یہی ایک طریقہ تھا۔ جسے وہ مجبوراً استعمال کرتے تھے۔ اور اسی وجہ سے ہر یہودی سردار رؤسائے عرب میں سے کسی نہ کسی کو اپنا حلیف بنائے رکھتا تھا۔

مذہبی حالت

جہاں تک مذہبی امور و معاملات کا تعلق ہے۔ تو اس سلسلے میں یہ لوگ اپنے آپ کو ایک مستقل مذہب اور آسمانی شریعت کا حامل سمجھتے تھے۔ ان کی اپنی مخصوص عبادت گاہیں تھیں۔ جن میں وہ اپنی عبادات اور دینی شعائر انجام دیتے تھے مدارس کا سلسلہ بھی قائم تھا۔ جن میں دینی اور دنیوی امور، شرعی احکام اور تاریخ وغیرہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ جو قوانین ان کے ہاں رائج تھے۔ ان میں سے بعض ان کی کتابوں سے ماخوذ تھے۔ اور بہت سے ان کے علماء نے اپنی طرف سے ایجاد کئے تھے۔

زبان

اگرچہ فطری طور پر بلاد عرب کے یہود کی زبان عربی ہی تھی۔ لیکن کما حقہ اس میں خلوص نہیں تھا۔ کیونکہ ابھی تک انہوں نے عبرانی زبان کو کلیتہً چھوڑا نہیں تھا۔ وہ اپنی عبادتوں اور تعلیمی امور میں باقاعدہ اس کا استعمال کرتے رہتے تھے۔

اوس وخزرج

اوس وخزرج کا سلسلۂ نسب یمن کے قبیلۂ ازد کے ساتھ جا ملتا ہے۔ یہ لوگ مدینہ میں یہود کے بعد وارد ہوئے۔ اوس کے قبائل نے جنوب اور مشرق کو اپنے احاطہ میں لے لیا۔ خزرج نے وسطی اور شمالی علاقہ پر قبضہ کیا۔ جو مدینہ کا نشیبی حصہ ہے۔

خزرج کے چار قبیلے تھے۔ (۱) مالک (۲) عدی (۳) مازن اور (۴) دینار۔ ان سب کا تعلق بنو نجار سے تھا۔ جو اس حصے میں آباد ہوئے۔ جہاں آج کل مسجد نبوی واقع ہے۔ اوس کے پڑوس میں یہود کے اہم قبیلے اور جماعتیں تھیں۔ خزرج کا علاقہ زیادہ سرسبز تھا۔ اور ان کے پڑوس میں یہود کا بڑا قبیلہ بنو قینقاع آباد تھا۔

ہجرت کے وقت مدینہ میں عربوں ہی کو بالادستی حاصل تھی۔ یہود کا آپس میں نہ تو کوئی اتفاق تھا۔ اور نہ ان میں کوئی تنظیم تھی۔ یہ سب کے سب باہمی انتشار کا شکار تھے۔ کچھ قبیلے اوس کے ساتھ تھے۔ اور کچھ نے خزرج کے ساتھ معاہدہ کیا تھا۔

جغرافیائی حالت

مدینہ ہجرت نبوی کے وقت مختلف حصوں میں منقسم تھا۔ جن میں یہودی اور عرب قبائل آباد تھے۔ ہر علاقے پر کسی نہ کسی قبیلے کا کنٹرول تھا۔ کچھ علاقے ایسے تھے۔ جو زراعت کے لئے مفید تھے۔ اور بعض حصے صرف مکانات اور ان کے رہنے والوں پر مشتمل تھے۔ علاوہ ازیں یہود کے بنائے ہوئے "اطام" (قلعہ بند محلے) بھی موجود تھے۔

مدینۃ المنورہ میں حرات بھی کچھ کم اہمیت کے حامل نہ تھے۔ "حرہ" جلے ہوئے کالے پتھروں کے اس علاقے کو کہتے ہیں۔ جن کو آتشیں سیال مادہ نے ایک دوسرے سے جوڑ دیا ہو۔ جہاں نہ تو پیدل چلنا آسان ہوتا ہے۔ اور نہ جانوروں کا گزرنا۔ مدینہ کے دو حرے مشہور ہیں۔ ایک مغرب کی طرف جسے "حرة الوبرة" کہتے ہیں۔ اور دوسرا مشرق کی جانب جو "حرة واقم" کے نام سے مشہور ہے۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

دینی حالت

مدینہ میں جتنے عرب آباد تھے۔ وہ سب کے سب بیشتر معاملات میں قریش کی متابعت کرتے تھے۔ قریش مکہ ان کے ہاں دینی رہنما، کعبہ کے متولی اور عقیدہ کے لحاظ سے قابل تقلید سمجھے جاتے تھے۔ جزیرۃ العرب میں بت پرستی کا دور دورہ تھا۔ اس میں تو وہ ویسے بھی مبتلا تھے۔ لیکن خاص طور پر انہیں ان بتوں سے زیادہ عقیدت رہتی تھی۔ جنہیں قریش اور اہل حجاز پوجتے تھے۔ البتہ بعض قبائلی بت ایسے تھے۔ جن کے ساتھ وابستگی انہیں بہت ہی عزیز تھی۔ مثلاً مناۃ اہل مدینہ کا محبوب ترین بت تھا۔ اوس وخزرج اسے مقدس ترین سمجھتے تھے۔ اور اسے خدا کا شریک ٹھہراتے تھے۔ "لات" اہل طائف کا محبوب بت تھا۔ عزیٰ اہل مکہ کا قومی بت تھا۔ اس لئے ان شہروں کے لوگ اپنے اپنے ان بتوں سے جذباتی تعلق رکھتے تھے۔

تمدنی حالت

زمین کی زرعیت کے لحاظ سے مدینہ ایک شاداب اور زرعی علاقہ تھا۔ اس لئے یہاں کے باشندے زراعت اور باغبانی کے ذریعے اپنا گذر بسر کرتے تھے۔ باغات کی کثرت کی وجہ سے انگور اور کھجوروں کی افراط تھی۔ کھیتی میں مختلف غلے اور سبزیاں ہوتی تھیں۔ قحط اور خشک سالی کے وقت لوگ کھجوروں سے اپنی غذائی ضرورت پوری کرتے تھے۔

غلوں میں اوّلیت جو اور پھر گیہوں کو حاصل تھی۔ سبزیاں اور ترکاریاں کئی قسم کی ہوتی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود پھر بھی مدینہ غذائی طور پر خود کفیل نہ تھا۔ اور اس کے باشندے باہر سے غذائی اشیاء درآمد کرتے تھے۔ میدہ کا آٹا، گھی اور شہد انہیں شام سے لانا پڑتا تھا۔

اہل مدینہ کے پاس اونٹ، گائیں اور بکریاں بھی تھیں۔ جن سے وہ اپنی مختلف ضروریات پوری کر سکتے تھے۔ مثلاً اونٹ سے سواری کا کام بھی لیتے تھے۔ اور زمین کی سینچائی کے لئے بھی استعمال کرتے تھے۔ ان کے پاس چراگاہیں بھی تھیں۔ جہاں پر اپنے مویشیوں کو چراتے تھے۔ اور لکڑیاں بھی وہیں سے لاتے تھے۔

مکۃ المکرمہ کے مقابلے میں مدینہ کی حیثیت ایک ایگریکلچرل شہر کی تھی۔ یہاں کئی بازار تھے۔ "سوق بنی قینقاع" سونے چاندی کے زیورات اور کپڑے والوں کے لئے خاص مارکیٹ تھا۔ سوتی اور ریشمی کپڑے بھی یہاں ملتے تھے۔ قالین کی خرید وفروخت

بھی ہوتی تھی۔ اور عطر کا کاروبار بھی ہوتا تھا۔

اہل مدینہ اپنے مزاج اور خوش مذاقی کی بنا پر اہل مکہ کے مقابلے میں کافی عروج پر تھے۔ ان کے مکانات اچھے خاصے ڈیکوریٹڈ ہوتے تھے۔ ان کے گھر وہاں کئی قسم کے چراغ استعمال ہوتے تھے۔ فرنیچر وغیرہ کا بھی عام رواج تھا۔ ان کی عورتیں مختلف قسم کے زیورات استعمال کرتی تھیں۔

مدینہ کی ایڈوانس سوسائٹی

مکہ اور مدینہ کا موازنہ کرنے کے بعد یہ بات بآسانی سمجھ میں آجاتی ہے۔ کہ مدینۃ المنورہ کی حیثیت صرف ایک گاؤں کی نہ تھی۔ بلکہ ایک مستقل شہر تھا۔ جس کا معاشرہ مکے سے کہیں زیادہ پیچیدہ اور ترقی یافتہ تھا۔ یہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آنے والے مسائل مختلف نوعیت کے تھے۔ کئی مذاہب ڈھیر ساری ثقافتوں اور بہت سے معاشروں پر قابو پانا نیز مدینہ کو ایک عقیدے اور ایک دین کے رنگ میں رنگنے کا کام مؤید من اللہ رسول ہی کر سکتا تھا۔ جیسے.... رب العالمین نے ان تمام تر صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ جن کا ہونا ایسی صورت حال میں ایسے کام کی انجام دہی کے لئے ناگزیر ہوتا ہے۔ اور جسے اللہ تعالیٰ نے ایسی شخصیت عطا فرمائی تھی۔ جو صد درجہ دلکش اور دلآویز تھی۔

اہل مدینہ کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال

جب انصار کو یہ معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے روانہ ہو چکے ہیں۔ تو انہوں نے اپنا یہ معمول بنا لیا۔ کہ روزانہ فجر کی نماز کے بعد آپ کے استقبال کے لئے سر راہ جمع ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ انتظار کی گھڑیاں گذارتے گذارتے جب دھوپ ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔ تو یہ حضرات اپنے اپنے گھروں کی راہ لے لیتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مدینہ تشریف لائے۔ اس وقت انتظار کرنے والے مایوس ہو کر اپنے گھروں میں جا چکے تھے۔ ایک یہودی نے آپ کو دیکھ کر زور سے آواز لگائی۔ اور انصار کو آپ کی تشریف آوری کی اطلاع دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ انصار فوراً نکل پڑے اور آپ کے گرد اگرد نور نیز شعاؤں کی طرح جمع ہو گئے۔ جن حضرات نے ابھی تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا۔ انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شناخت میں اشتباہ ہو رہا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے ایک چادر لے کر آپ کے سر پر سایہ کر لیا۔ جس سے یہ معلوم ہونے میں آسانی ہو گئی۔ کہ خادم کون ہے اور مخدوم کون!

اہل مدینہ کے لئے یہ دن کتنا مبارک تھا۔ اس کا اندازہ لگانا بہت ہی مشکل ہے۔ اس دن ان کے دلوں کی حالت کیا ہوئی ہو گی۔ جب آفتاب رسالت کی شعاعیں بالکل قریب سے ان پر پڑ رہی تھیں۔ جو نظارہ آسمان نے اپنی پیرانہ سالی کے باوجود کبھی بھی نہیں دیکھا تھا۔ آج انصار کے بچے اور عورتیں اپنے گھروں کی چھتوں سے اسے دیکھنے کی سعادت حاصل کر رہی ہیں۔ سارے کا سارا مدینہ والہانہ عقیدت و محبت کا مجسمہ بنا ہوا ہے۔ قربان جاؤں ان راستوں اور گذرگاہوں سے جن پر آپ اپنے رفیق سفر کے ساتھ قافلہ انصار کے جلو میں مدینہ کیطرف قدم رنجہ فرما رہے تھے۔ ان آنکھوں سے قربان جاؤں جنہوں نے آپ کا دیدار کیا۔ ان جاں نثاروں پر میری جان نثار ہو۔ جن کی روحیں اس دن مسرت و شادمانی کی گہوارہ تھیں۔ جن کے دل صرف اور صرف آپ کی طرف متوجہ تھے۔ جن کی آنکھیں بے حد خوشی کے مارے بے اختیار چھلک رہی تھیں۔ جن کے ذہن میں صرف آپ ہی کا تصور تھا۔ اور جو آپ کے عشق میں سرشار ہو چکے تھے۔ دراصل یہ سعادت انہی کے حصے میں تھی۔ جو انہیں مل گئی۔ میرے نزدیک اس دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی اور خوش قسمت نہیں ہو سکتا۔

براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے اہل مدینہ کو کبھی بھی اتنا خوش نہیں دیکھا جتنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر۔ لونڈیاں تک پکارتی پھر رہی تھیں۔ جاء رسول اللہ جاء رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) انصار کی بچیاں بڑے کیف و سرور میں یہ اشعار پڑھ رہی تھیں۔

طلع البدر علینا ۔ من ثنیات الوداع ۔
وجب الشکر علینا ۔ مادعا للہ داع ۔
ایھا المبعوث فینا ۔ جئت بالامر المطاع ۔

پہاڑی کے اس موڑ سے جہاں سے قافلے رخصت کئے جاتے ہیں۔ آج چودھویں کا چاند نکل آیا۔

جب تک دنیا میں اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا رہے گا۔ ہم پر شکر ادا کرنا واجب رہے گا۔

اے وہ ذات پاک جس کو ہمارے درمیان بھیجا گیا ہے۔ آپ واجب الاطاعت حکم لے کر آئے ہیں۔

انس بن مالکؓ کہتے ہیں۔ کہ جس دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے۔ اس سے زیادہ حسین اور روشن دن میں نے کوئی نہیں دیکھا۔

پہلا جمعہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چار روز تک قبا میں رہے۔ جمعہ کے دن مدینہ منورہ کا ارادہ فرمایا۔ راستہ میں محلہ بنی سالم پڑتا تھا۔ چنانچہ جمعہ کی نماز آپ نے انہی کی مسجد میں ادا کی۔ جمعہ کی یہ پہلی نماز تھی۔ جو آپ نے مدینہ میں پڑھی۔

ابو ایوب انصاریؓ کے ہاں

نماز جمعہ سے فراغت پانے کے بعد آپ ناقہ پر سوار ہوئے۔ ابوبکر صدیقؓ کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ انصار کا ایک عظیم الشان گروہ آپ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ ہر شخص کی دلی تمنا یہ تھی۔ کہ آپ کا قیام اس کے ہاں ہو جائے۔ ہر شخص اپنی شگفتگی اور جوش عقیدت و محبت میں اونٹنی کا مہار پکڑنا چاہتا۔ تو آپ اس کو دعا دیتے اور فرماتے۔ "دعوھا فانھا ماموروۃ" اس کو چھوڑ دو یہ منجانب اللہ مامور ہے۔ بالآخر ناقہ محلہ بنی النجار میں خود بخود اس مقام پر گئی جہاں اس وقت مسجد نبویؐ کا دروازہ ہے۔ آپؐ نیچے نہ اترے۔ کچھ دیر کے بعد ناقہ پھر اٹھی اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر جا بیٹھی۔ بنی النجار کی بچیوں اور باندیوں نے ان اشعار سے آپ کا استقبال کیا۔

نحن جوار من بنی النجار یاحبذا محمد من جار

ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں خوشا بخت کہ محمدؐ ہمارے پڑوسی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی سے اترے۔ اور ابو ایوب انصاری رضی (خالد بن زید النجاری الخزرجی) آپ کا سامان اٹھا کر گھر لے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہیں قیام فرمایا۔ ابو ایوب انصاریؓ نے آپ کی ضیافت خاطر مدارت اور ادب تعظیم میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ آپؐ سے اصرار کیا۔ کہ آپ بالاخانہ میں رونق افروز ہوں اور وہ خود نیچے کے مکان میں رہیں۔ آپ نے اس خیال سے کہ آپ کی خدمت میں ہر وقت لوگوں کی آمدورفت رہے گی۔ اور اس طرح ابو ایوبؓ کو نیچے کے مکان میں رہنے سے تکلیف ہوگی بالاخانہ کے قیام کو منظور نہیں فرمایا۔ ابو ایوب انصاریؓ کچھ بڑے مال دار یا صاحب ثروت نہ تھے۔ لیکن آج آپؐ کے قیام سے ان کا گھر سراپا مسرت بنا ہوا تھا۔ جس سرفرازی اور عزت سے رب العالمین نے ان کو نوازا۔ اس کے شکر ادا کرنے کے لئے ان کے پاس الفاظ نہیں تھے۔ سچ ہے۔ محبت خدمت کے آداب خود سکھا دیتی ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کرکے بھیجتے۔ جو بچ جاتا آپؐ واپس فرما دیتے۔ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک انگلیوں کا نشان دیکھتے۔ وہیں سے میں اور ام ایوب تبرکا انگلیاں ڈال کر کھاتے۔ ایک مرتبہ یہ اتفاق پیش آیا۔ کہ پانی کا برتن ٹوٹ گیا۔ ہم نے گھبرا کر اس کے جذب کرنے کے لئے اپنا لحاف استعمال کیا۔ تاکہ پانی نیچے کے مکان میں نہ پہنچے۔ میں اور ام ایوب دونوں جلد جلد اس پانی کو لحاف سے جذب کرتے جاتے تھے۔ اور ہمارے پاس اس کے سوا اور کوئی کپڑا نہ تھا۔

تعمیر مسجد نبویؐ

سب سے پہلے جس جگہ آپؐ کی ناقہ آکر بیٹھی تھی۔ اس کے مالک دو یتیم تھے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا۔ کہ یہ جگہ کس کی ملکیت ہے؟ معلوم ہوا کہ یہ جگہ سہل اور سہیل کی ہے۔ آپؐ نے ان دونوں کو بلایا۔ اور ان سے یہ جگہ مسجد کی تعمیر کے لئے خریدنا چاہی دونوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہماری طرف سے ہدیہ ہے۔ ہم اللہ کے سوا کسی سے اس کی قیمت کے خواستگار نہیں۔ مگر آپؐ نے قبول نہیں فرمایا۔ اور قیمت دے کر خرید فرمایا۔

اس کے بعد اس زمین پر کھجور کے جتنے درخت تھے۔ آپؐ نے ان کے کٹوانے اور قبور مشرکین کے ہموار کر دینے کا حکم دیا۔ اور بذات خود اس کے بنانے میں مصروف ہوگئے۔ انصار و مہاجرین نے کام شروع کیا۔ آپ صحابہؓ کے ساتھ اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے اور یہ پڑھتے جاتے۔

ھذا الحمال لاحمال خیبر ھذا ابر ربنا واطہر

یہ خیبر کی کھجوروں کا بوجھ نہیں۔ اے پروردگار یہ بوجھ بہت عمدہ اور بہتر ہے۔

اور کبھی یہ پڑھتے۔

اللھم ان الاجر اجر الاخرۃ فارحم الانصار والمہاجرۃ

اے اللہ اصل اجرت تو آخرت کی اجرت ہے۔ پس انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔ جبکہ صحابہ کرام یہ شعر پڑھتے تھے۔

لئن قعدنا والنبی یعمل۔ لذاک منا العمل المضلل۔

اگر ہم بیٹھ جائیں اور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کام کریں۔ تو ہمارا یہ عمل یعنی بیٹھ جانا بہت ہی برا کام ہوگا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زبان پر یہ شعر تھا۔

لایستوی من یعمر المساجدا یدأب فیھا قائما وقاعدا

ومن یری عن التراب حائدا

جو شخص اٹھتے بیٹھتے تعمیر مسجد میں ہے۔ اور وہ جو کپڑوں کو مٹی اور غبار سے بچاتا ہو دونوں برابر نہیں

قومی اخبارات کا مطالعہ

قادیانی ملک میں ابھی تک انگریزوں کی وفاداری کا دم بھر رہے ہیں

چنیوٹ ۲۶ دسمبر (نامہ نگار) آل پاکستان مجلس تحفظ ختم نبوت کی ۳۰ ویں عظیم الشان سہ روزہ سالانہ کانفرنس پبلک پارک لائبریری چنیوٹ میں شروع ہوئی۔ جس کا افتتاح مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھری نے کیا۔ افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس وقت میں سب سے خطرناک فرقہ مرزائی ہے۔ جو پاکستان کی سالمیت اور اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے اور پاکستان میں بستے ہوئے بھی انگریزی کی طرفداری کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ انگریز کا کاشت کردہ پودا پاکستان میں دوسرا اسرائیل بن چکا ہے جو اسلام اور پاکستان کے آئین کی رو سے غیر مسلم ہے۔ مگر اس کی تمام تر سرگرمیاں پاکستان اور اسلام کے خلاف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مرزائی جماعت اسلام کی رو سے غیر مسلم، مرتد اور واجب القتل ہیں ان کے خلاف جہاد کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ انہوں نے مجلس احرار کو سراہتے ہوئے کہا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور دوسرے اکابرین نے مرزائیوں کو ختم کرنے کے لئے انگریزوں سے مقابلہ کیا اور ان کی قربانیاں آج بھی زندہ ہیں انہوں نے ختم نبوت کے مسئلہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس مسئلہ کی خاطر تمام مکاتب فکر کے علماء متحد اور متفق ہیں اور مرزائیت کے خاتمہ تک یہ اتحاد و اتفاق روز بروز بڑھے گا۔ اس اتحاد کا اعزاز امیر شریعت کے سر ہے جن کا بوٹا لگایا ہوا ابھی تک مرجھایا نہیں۔ ضلع مظفر گڑھ کے ڈاکٹر محمد عبداللہ چشتی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری امت سے دجال اور کذاب پیدا ہوں گے جو میرے بعد نبوت کا دعویٰ کریں گے لیکن میں آخری ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا مگر حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کئی نبوت کے دعویدار ہیں۔ جیسے جن میں ابوجہل بھی شامل تھا اور اس زمانے میں ان جھوٹے دعویداروں کو ختم کرنے کے لئے ۱۲ صحابی شہید ہو گئے جن میں ۷۰۰ صحابی قاری اور حافظ قرآن تھے۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے ان کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تھا انہوں نے کہا کہ اسلام میں جہاد مسلمانوں پر فرض ہے مگر قادیانی فرقہ کے لوگ جہاد کے منکر ہیں کیونکہ وہ انگریز کے ایماء پر مسلمانوں کا یہ جذبہ ختم کرنا چاہتے تھے اور پاکستان میں دوسرا اسرائیل بنا کر ایسا کھلم کھلا اسلام اور ملک کے خلاف عملی طور پر سازشیں کر رہے ہیں۔

(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۷ دسمبر ۱۹۸۲ء)

چنیوٹ میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس شروع ہو گئی

چنیوٹ (نامہ نگار) پبلک پارک چنیوٹ میں ۳۰ ویں سالانہ سہ روزہ مجلس تحفظ ختم نبوت کل پاکستان کانفرنس آج یہاں شروع ہو گئی۔ افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان مولانا محمد شریف جالندھری نے کہا کہ قادیانیوں نے دینی قوتوں اور کمیونسٹوں کے ساتھ اتحاد کر لیا ہے انہوں نے واضح کیا کہ پاکستان اسلام کے لیے حاصل کیا گیا تھا یہاں اسلام کے سوا کسی بھی ازم کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا جب تک مرتد کی سزا نافذ نہیں ہوتی تمام مسلمانوں کو قادیانیوں کے خلاف جدوجہد جاری رکھنی چاہئیے۔ ڈاکٹر عبداللہ چشتی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آنحضور ﷺ کے بعد منکرین ختم نبوت کا فتنہ کھڑا ہو گیا تھا۔ جس کی سرکوبی کے لیے خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس فتنہ کے لئے جہاد کیا اور مسیلمہ کذاب اور اس کے ہزاروں ساتھیوں کو جہنم رسید کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کو قرآن اسلام اسلامی اصطلاحات اور شعائر اسلام استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئیے۔ کانفرنس سے مولانا محمد یعقوب، قاری شبیر احمد اور حافظ محمد ارشد نے بھی خطاب کیا۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ لاہور ۲۷ دسمبر ۱۹۸۲ء)

منکرین ختم نبوت کا وجود برداشت نہیں کیا جا سکتا

چنیوٹ ۲۷ دسمبر کل پاکستان تحفظ ختم نبوت ۳۰ ویں سہ روزہ سالانہ کانفرنس کی دوسری اور تیسری نشست سے مرکزی خطیب ضلع جھنگ قاضی حمید الزمان، قاضی اللہ یار، صوفی عبدالحفیظ جالندھری، صوفی احمد بخش چشتی، مولانا غلام مصطفےٰ بہاولپوری، مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا تاج محمود ایڈیٹر لولاک فیصل آباد، مولانا محمد سعید جنوری آف کراچی، مولانا محمد اشرف ہمدانی، مولانا حبیب اللہ ساہیوال اور سید افتخار الحسن شاہ نے خطاب کیا۔ مولانا تاج محمود ایڈیٹر لولاک نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت ملک میں نفاذ اسلام کا تہیہ کئے ہوئے ہے لیکن بعض قوتیں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔ ملک کے سنگین حالات کے پیش نظر تمام مسلمان فرقوں کو متحد ہو جانا چاہئیے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت جو خارجہ پالیسی چاہیے رکھے لیکن ہم پاکستان میں منکرین ختم نبوت

قومی اخبارات کا مطالعہ

کا وجود برداشت نہیں کر سکتے۔ انہوں نے قادیانیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ لوگ ملک میں بحران پیدا کر کے مسلمانوں کو آزمائش میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سرضلع ڈھگیاں کی سینکڑوں ایکڑ اراضی جو انجمن احمدیہ ربوہ کو طویل پٹے پر دی گئی تھی شرائط پٹہ کی خلاف ورزی کرنے کی پاداش میں لیز یا پٹہ منسوخ کر کے تابعض قادیانیوں کو مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں تو قادیانیوں کی اکثریت مسلمان ہو جائے گی۔ مولانا محمد اشرف ہمدانی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا ملکی سیاست سے کوئی واسطہ نہیں لیکن ہم قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں سے بے خبر نہیں اگر ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے فوری عملی اقدامات نہ کئے گئے تو حالات خراب ہو سکتے ہیں صاحبزادہ افتخار الحسن شاہ نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بعض کافرانہ کفر کو جاری رکھنے کے لئے نبی کریم ﷺ کی معراج کے منکر ہیں انہوں نے دلائل دیتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا تمام نبیوں کو گواہ بنایا اور کہا کہ ایک دوسرے کے گواہ بن کر میرے آخری نبی کی بشارت دیتے رہنا۔

قاضی حمید الزمان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت نظام اسلام کے لئے عملی اقدامات کر رہی ہے لیکن برسوں سے بگڑے ہوئے معاشرہ کو سنوارنے کے لئے وقت لگے گا۔ انہوں نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ حکومت کے ہاتھ مضبوط کریں اور اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنے کی سعی کی جائے۔ کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ ۲۹ دسمبر کو عید میلاد النبیؐ کے موقع پر قادیانیوں کو کسی قسم کا جلسہ ربوہ میں کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ مسلمانوں کی مسجد تعمیر کرائی جائے ربوہ میں گورنمنٹ کے تمام اداروں خصوصاً محکمہ تعلیم۔ ڈاک اور ٹیلی فون میں تعینات قادیانی ملازموں کو تبدیل کیا جائے۔ الفضل کا ڈیکلریشن منسوخ کیا جائے اور رسول اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے قادیانیوں کو عبرتناک سزا دی جائے۔ اور مرزا طاہر احمد کے خلاف مقدمہ چلایا جائے۔

(بشکریہ روزنامہ امروز لاہور ۲۸ دسمبر ۱۹۸۲ء)

ملک کے سنگین حالات کے پیش نظر تمام مسلمان

فرقوں کو متحد ہو جانا چاہیئے

چنیوٹ ۲۰ دسمبر (نامہ نگار) وطن عزیز اس وقت سنگین صورت حال کا شکار ہے روسی افواج بلوچستان کی سرحد کے قریب موجود ہیں اور اندرا گاندھی نے اسلحہ کے انبار لگانے شروع کر رکھے ہیں۔ یہ بات مولانا تاج محمود نے کل پاکستان تحفظ ختم نبوت کی ۳۲ ویں سہ روزہ سالانہ کانفرنس کی تیسری نشست سے خطاب کرتے ہوئے کہی انہوں نے حکومت سے کہا کہ وہ دشمن کی عیارانہ چالوں سے خبردار رہیں انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت ملک میں نفاذ اسلام کا تہیہ کئے ہوئے ہے لیکن اس کی راہ میں بعض قوتیں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔ سہ روزہ سالانہ کانفرنس کی دوسری اور تیسری نشست سے ڈسٹرکٹ خطیب ضلع جھنگ قاضی حمید الزمان قاضی اللہ یار صوفی عبدالحفیظ جالندھری صوفی احمد بخش چشتی مولانا غلام مصطفےٰ بہاولپوری، مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا تاج محمود ایڈیٹر لولاک فیصل آباد مولانا محمد حمید جزری آف کراچی، مولانا محمد اشرف ہمدانی مولانا حبیب اللہ ساہیوال اور سید افتخار الحسن شاہ نے خطاب کیا کانفرنس میں ملک کے گوشہ گوشہ سے آئے ہوئے سینکڑوں فرزندان توحید و رسالت ﷺ نے شرکت کی مولانا تاج محمود ایڈیٹر لولاک نے مزید کہا کہ ملک کے سنگین حالات کے پیش نظر تمام مسلمان فرقوں کو متحد ہو جانا چاہیئے اور فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے نفاذ اسلام اور ملکی سالمیت کے تحفظ کے لئے حکومت سے تعاون کرنا چاہیئے انہوں نے کہا کہ خارجہ پالیسی حکومت جو بھی چاہے رکھے لیکن ہم پاکستان میں منکرین ختم نبوت کا وجود برداشت نہیں کر سکتے انہوں نے قادیانیوں کی سازشوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ لوگ ملک میں بحران پیدا کر کے مسلمانوں کو ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے آزمائش میں ڈالنا چاہتا ہے مولانا محمد اشرف ہمدانی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا ملکی سیاست سے کوئی واسطہ نہیں لیکن ہم قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں سے بے خبر نہیں ہیں اگر ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے فوری عملی اقدامات نہ کئے گئے تو پھر اس مادہ کی رو سے کوئی نہیں بچ سکے گا افسر شاہی اور اس میں گھسے ہوئے قادیانی نفاذ اسلام میں رکاوٹیں ڈال رہے ہیں اور حقیقی حالات سے حکومت کو بے خبر رکھنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ صاحبزادہ افتخار الحسن شاہ نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تمام نبیوں کو گواہ بنایا اور کہا کہ ایک دوسرے کے گواہ بن کر میرے آخری نبی ﷺ کے کسی شریک کو پسند نہیں کرتے۔ قاضی حمید الزمان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت نظام اسلام کے لئے عملی اقدامات کر رہی ہے لیکن برسوں سے بگڑے ہوئے معاشرہ کو سنوارنے کے لئے وقت لگے گا انہوں نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ حکومت کے ہاتھ مضبوط کریں۔ کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۲ء یوم میلاد النبی ﷺ کے موقع پر قادیانیوں کو کسی قسم کا جلسہ ربوہ میں کرنے کی اجازت نہ دی جائے مسلمانوں کی مسجد تعمیر کرائی جائے۔ ربوہ میں گورنمنٹ کے تمام اداروں خصوصاً محکمہ ڈاک اور ٹیلی فون میں تعینات قادیانی ملازموں کو تبدیل کیا جائے عدلیہ اور انتظامیہ میں تعینات قادیانی ... اور فیصل آباد سے تبدیل کیا جائے مسلمان اساتذہ سے نازیبا الفاظ کہنے والے ڈائریکٹر کو ... صفدر جھنگ

قومی اخبارات کا مطالعہ

کو برطرف کیا جائے۔ "الفضل" کا ڈیکلریشن منسوخ کیا جائے اور ناموس رسولؐ کی توہین کرنے والے قادیانیوں کی ضمانتیں منسوخ کر کے ان کو عبرتناک سزا دی جائے۔ روزنامہ "الفضل" میں رسول کریمؐ کی توہین پر مبنی بیان شائع کرانے پر مرزا طاہر احمد کے خلاف مقدمہ چلایا جائے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ لاہور ۲۸ دسمبر ۱۹۸۲ء)

کھلے عام ارتداد کی تبلیغ پر

پابندی لگائی جائے

چنیوٹ ۲۸ دسمبر (نامہ نگار) مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے دوسرے روز چوتھی پانچویں اور چھٹی نشست سے مولانا حافظ خدا بخش خاکسار تحریک کے رہنما خان محمد اشرف خان، وفاقی مجلس شوریٰ کے رکن مولانا محمد مالک کاندھلوی سید علی غضنفر کراروی، عبدالرحمٰن یعقوب باوا، سید امین گیلانی، حافظ عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا امداد الحسن نعمانی، طالب علم لیڈر طارق محمود رضوی اور نگ زیب عثمٰی اور مولانا عبدالرحمٰن جامعہ اشرفیہ لاہور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ خاکسار تحریک کے رہنما اشرف خان نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قومی اتحاد نے نظام مصطفیٰؐ کی تحریک کے مقاصد کو بھلا کر وزارتیں حاصل کر لیں اور قومی اتحاد کا شیرازہ بکھیر دیا گیا جس کی وجہ سے آج تک نظام اسلام کے نفاذ میں کوئی پیش رفت نہیں ہو سکی۔

انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ اسلام کی دعویدار حکومت کے دور میں مرزائی کھلے عام رسول اکرمؐ کی شان میں گستاخی اور صحابہ کرامؓ کی توہین کا ارتکاب کر رہے ہیں لیکن ان کے خلاف کوئی موثر کارروائی نہیں کی جاتی۔ انہوں نے کہا کہ مرزائی جہاد کو حرام سمجھتے ہیں لیکن فوج میں بھرتی ہونے کے لئے جذبہ جہاد انتہائی ضروری ہے اس لئے قادیانیوں کو فوج کے تینوں شعبوں سے نکال دیا جائے اور آئندہ قادیانیوں کی فوج میں بھرتی پر پابندی لگائی جائے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ قادیانی پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو تباہ کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں۔ اس لئے حکومت کو ان کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنی چاہیے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ڈائریکٹر تعلیم فیصل آباد ڈویژن کو برطرف کر کے انکوائری کرائی جائے اور حالات کو بگاڑنے کی پاداش میں سزا دی جائے اور ختم نبوت کے بائیکاٹ

کی سرکوبی کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نقش قدم پر چلا جائے۔ علی غضنفر کراروی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۳۵ سال کا طویل عرصہ گزارنے کے باوجود

باقی صفحہ ۱۰ پر

پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کا کام مکمل نہیں ہوا۔ انہوں نے علماء سے باہمی اتحاد اور یگانگت کی فضا کو مضبوط بنانے کی اپیل کی جس ملک میں آقائے مدینہ کی عزت محفوظ نہیں وہ کبھی بھی استحکام حاصل نہیں کر سکتا۔

انہوں نے کہا کہ ربوہ پاکستان میں اسرائیل کی حیثیت رکھتا ہے اور قادیانی پاکستان کا ناسور ہیں وفاقی مجلس شوریٰ کے رکن مولانا محمد مالک کاندھلوی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسئلہ ختم نبوت آفتاب کی مانند روشن ہے کسی ظلی یا بروزی نبوت کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس لئے پاکستان میں کسی اور ازم پنپنے نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی بیوند کاری برداشت کی جائے گی قادیانی جماعت مذہبی نہیں بلکہ سیاسی جماعت ہے اس لئے حکومت کو جماعت احمدیہ" پر پورے ملک میں پابندی لگا دینی چاہئے۔ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کے ایڈیٹر مولانا عبدالرحمٰن یعقوب باوا نے ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ لادین قوتیں اسلام کو تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہیں اور مسلمان غفلت کا شکار ہیں بعض پیشہ ور علماء فرقہ واریت پھیلا کر مسلمانوں کی قوت کو کمزور کر رہے ہیں عوام کو چاہیے کہ وہ فرقہ وارانہ تقاریر کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کریں انہوں نے حکومت کی توجہ مبذول کراتے ہوئے کہا کہ مرزا طاہر احمد نے یہ کہہ کر پاکستان میں غلام احمد قادیانی کا نظام چلے گا خاتم الانبیاء کی توہین اور آئین پاکستان کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس کے خلاف مقدمہ چلایا جائے انہوں نے کہا کہ کھلے عام ارتداد کی تبلیغ پر پابندی لگائی جائے انہوں نے مطالبہ کیا کہ کراچی میں بیرونی ملک بھیجنے والے ادارہ میں قادیانی اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں ان کو فوری طور پر برطرف کیا جائے۔ مولانا عبدالرحمٰن ناظم جامعہ اشرفیہ لاہور نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صالح معاشرہ کی تشکیل کے لئے دینی تعلیم بہت ضروری ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیمات سے آراستہ کریں تاکہ ان کے کردار اور گفتار سے غیر مسلم متاثر ہو سکیں۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ لاہور ۲۹ دسمبر ۱۹۸۲ء)

آنحضرتؐ کے قول و فعل پر عمل کیا جائے

سیرت النبیؐ کے جلسے میں علما کی تقاریر

گوجرانوالہ ۲۹ دسمبر (اشاف رپورٹر) مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سیرت النبیؐ کا ایک عظیم الشان جلسہ جامع مسجد سراج الدین میں مولانا نذیر احمد ترونسوی

ربوہ کانفرنس سے

ضبط و ترتیب: منظور احمد الحسینی

کیپ ٹاؤن کے مقدمے میں پہنچے سب سے زیادہ ان کا ہاتھ ہے۔ ہمارے بعض دوست اس پر اضطراب محسوس کر رہے ہیں لیکن مجھے خوشی ہوئی ہے کیونکہ مشہور ہے کہ جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ آبادی کی طرف رُخ کرتا ہے۔ عدالت میں آئے ہیں آنے دیجیے چشم ما روشن دل ما شاد صرف کیپ ٹاؤن ہی نہیں صرف افریقی جزائر ہی میں نہیں وہ دنیا کی کسی بھی عدالت میں مسئلہ ختم نبوت پر کیس دائر کریں اپنا ڈیکلیریشن لائیں انشاء اللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچے رضاکار مسئلہ ختم نبوت کے سلسلے میں ایسے ناقابل و تردید را ہیں و دلائل رکھتے ہیں کہ انہیں دندان شکن جواب دیا جائے گا انشاء اللہ العزیز اور بین الاقوامی سطح پر یہ ثابت کیا جائے گا۔ کہ یہ قادیانی انگریزوں کے پالتو اور محمد عربی کے غدار ہیں۔ ان کی اس کارروائی پر ہمیں خوشی ہوئی ہے ، ایک رائی کے برابر بھی اضطراب نہیں ہے۔

سب سے پہلے پاکستان کی بنیادیں چودھری ظفر اللہ کی سازشوں سے ہلیں اور پھر ان کی تکمیل کی ہے۔ منصوبہ بندی کے ڈپٹی چیئرمین ایم ایم احمد نے یحییٰ خان کے زمانہ میں ، اور اسی کی سازشوں سے ہمارا ایک بازو ہم سے کٹ گیا ، آج پھر ہم جب دیکھتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالسلام کو اہمیت دی جا رہی ہے تو ہمارے دل کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں یعنی پھر پتہ نہیں ، کونسی مصیبت آنے والی ہے۔ جب بھی ان میں سے کوئی شخص اہمیت حاصل کرتا ہے تو پاکستان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ جاتا ہے۔ مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہوا یہ کوئی معمولی نقصان ہے۔ یہ سب کچھ ایم ایم احمد کی سازشوں کی وجہ سے ہوا اور سنیے پروفیسر عبدالسلام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ دنیا کا پہلا مسلمان سائنسدان ہے جس نے نوبل پرائز حاصل کیا پہلی بات یہ ہے کہ "نوبل پرائز" کوئی آفاقی تمغہ ہے۔ کوئی ملکوتی کریڈٹ ہے "وشاٹ نوبل پرائز" ؟ ! [illegible] ا کتے کی دُم ہے وہ اپنے پاؤں چاٹنے والے پالتو کتے کو یہ دُم لگا دیتے ہیں۔ بس بات اتنی ہے۔ اگر انہوں نے پروفیسر عبدالسلام کو یہ تمغہ دیا ہے تو امریکہ میں کسی مسلمان سائنسدان کو یہ تمغہ نہیں دیا انہوں نے کافر کو یہ تمغہ دیا اور آج جو اس کو مسلم سائنسدان سمجھتے ہیں۔ تو ان سے بڑا کافر بھی کوئی نہیں ، اُس نے بڑا اس ملک کا غدار بھی کوئی نہیں (نعرۂ تکبیر) وہ جا ہے کوئی پتلوں میں ہو یا کوئی شیروانی میں جو پروفیسر عبدالسلام کو جو مسلم سائنسدان سمجھتا ہے وہ پرلے درجہ کا کافر و مرتد ہے اور پاکستان کا دشمن ہے۔ چودھری ظفر اللہ کا نمک حلال ہے انگریزی کا پالتو اور ایجنٹ ہے (نعرۂ تکبیر) آج کل ٹی وی اور پریس اس کو اہمیت دے رہے ہیں۔ کس کے اشارے پر دے رہے ہیں ، وہ بھی ہمیں معلوم لیکن ابھی اس کے اظہار کرنے کی اجازت نہیں۔ کہ اس میں کچھ پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں بوقت آنے پر اظہار کر دیا جائے گا۔ لیکن ہم مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے پوری سنجیدگی کے ساتھ یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ درویش یہ بوریہ نشین ،

یہ پاکستان کی نظریاتی اساس کے دشمنوں اور مرزا غلام احمد قادیانی کے نام لیواؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ختم نبوت کے غداروں اور پاکستان کے حریفوں کو چن چن کر سبق پڑھا کر رہیں گے یہ انتہائی سنجیدگی کے ساتھ بات کر رہا ہوں کراچی سے پشاور تک ، یہ قوم پھر ۱۹۵۳ء کی فضاؤں کو سرا کے دکھائیگی (نعرۂ تکبیر) اگر کوئی یہ سمجھتا کہ اُس کے پاس گن ہیں ، اس کے پاس ایمونیشن اور وہ گن کے بل بوتے پر یا زر کے بل بوتے پر مسلمانوں اور انسانوں کے جذبات پر فتح حاصل کریگا تو اس کو یہ بھول ہے یہ نسخہ تو بہت پرانے اور آزمودہ ہے ۱۹۵۳ء سے آزمائے چلے جا رہے ہیں۔ بلکہ اب صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے آج تک ایسے سینکڑوں تجربات شاہد ہیں قومی اسمبلی کے در و دیوار سے آج بھی اس درویش کی وہ گونج سنائی دے رہی ہے ۱۹۵۳ء کی تحریک کے دو ہیرو ایک علم کی دنیا کا بادشاہ اور دوسرا فکر کی دنیا کا بادشاہ ، ایک اپنے زمانے کا انور شاہ کاشمیری اور ایک اپنے زمانے کا حسین احمد مدنی مولانا محمد یوسف اور مولانا مفتی محمود ، حضرت مفتی محمود نے اسمبلی حال میں یہ کہا تھا کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا ، یہ قوم کے مطالبے کے بل بوتے پر نہیں ہونا چاہیے ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے تم اپنے ایمان کا فرض ادا کرو گے ، ہمارا مطالبہ پورا نہیں کرو گے۔

(باقی آئندہ)

حیات عیسیٰؑ امت کا اجماعی عقیدہ ہے

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

کے بارے میں ساتویں صدی کے اکابرِ امت کا عقیدہ

امام عزالدین بن عبدالسلام کا عقیدہ

سلطان العلماء شیخ الاسلام عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام المصری الشافعیؒ (م ۶۶۰ھ) اپنی کتاب "الاشارۃ الی الایجاز فی بعض انواع المجاز" میں ـ جو عام طور سے "مجازات القرآن" کے نام سے معروف ہے ـ سورۂ آل عمران کی آیت "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ای انی متوفی نفسك اذا نزلت الی الارض فی اخر الزمان ـ ورافعك الی سمائی.

"یعنی میں تیری جان قبض کروں گا جب تو آخری زمانے میں زمین پر نازل ہوگا اور اب تجھ کو اپنے آسمان کی طرف اٹھا رہا ہوں گا۔"

الخ ـ (ص ۱۲۸)

اور سورہ النساء کی آیت "بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ای بل رفعه الله الی سمائه

یعنی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھالیا۔

(ص ۱۳۶)

اس سے اگلی آیت "وان من اھل الکتاب" الخ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ای وما احد من اھل الکتاب الا یؤمن بعبودیته قبل موت المسیح او قبل موت الکتابی

یعنی اہل کتاب میں کوئی فرد نہیں مگر وہ ایمان لائے گا اس کے بندہ ہونے پر مسیح کی موت یا کتابی کی موت سے پہلے۔

(ص ۱۳۶)

اور سورۃ الزخرف کی آیت "وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ" کے ذیل لکھتے ہیں:

ای وان نزوله فی اخر الزمان لموجب علم لدنوا لساعة او لاقتراب الساعة

یعنی آخری زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قرب قیامت کا پتہ دے گا۔

(ص ۱۹۳)

⁂ ⁂ ⁂

حافظ زین الدین رازی حنفی کا عقیدہ

الامام الحافظ زین الدین محمد بن محمد بن ابی بکر رازی الحنفی (م ۶۶۶ھ) اپنی کتاب "مسائل الرازی واجوبتها" میں (جو قرآن کریم کی آیات سے متعلق قریباً بارہ سو سوال و جواب پر مشتمل ہے) لکھتے ہیں:

فان قیل کیف قال: "انی متوفیك ورافعك الی"؟ والله تعالیٰ رفعه ولم یتوفه. قلنا لما هدده الیهود بالقتل بشره الله تعالیٰ بانه انما یقبض روحه بالوفات لا بالقتل ـ والواو لا تفید الترتیب فلا یلزم من الایة موته قبل رفعه الثانی انه فیه تقدیما وتاخیرا ـ ای انی رافعك ومتوفك ـ والثالث ان معناه قابضك من الارض تاما وافیا فی اعضائك وجسدك لم ینالوا منك شیئا ـ

"اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے فرمایا "انی متوفیك ورافعك الی"، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھا تو لیا ہے مگر وفات نہیں دی اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ جب یہود نے آپ کو قتل کی دھمکی دی تو اللہ تعالیٰ نے بشارت دی کہ وہ آپ کی روح بذریعہ طبعی موت کے قبض کرے گا۔ قتل کے ساتھ نہیں ـ اور واؤ ترتیب کا فائدہ نہیں دیتی اس لیے آیت سے ان کا رفع سے پہلے مرنا لازم نہیں آتا ـ دوم یہ کہ آیت میں تقدیم و تاخیر ہے ـ یعنی (میں تجھے اٹھانے والا ہوں اور پھر آخری زمانے میں) وفات دینے والا ہوں۔ سوم یہ کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ میں

⁂ ⁂ ⁂

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

تجھے زمین سے اعضاء وجسم سمیت پورا پورا قبض کرنے والا ہوں ۔ یہودی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے "۔

اور سورۂ احزاب کی آیت " مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ " الخ کے ذیل میں لکھتے ہیں :۔

فان قیل کیف قال تعالٰی " وخاتم النبیین " وعیسٰی علیہ السلام بعدہ و ھو نبی ۔ قلنا معنی کونہ خاتم النبیین انہ لا یتنبأ احد بعدہ ۔ و عیسٰی ممن نبیٔ قبلہ ۔ وحین ینزل ، ینزل عاملاً بشریعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصلیًا الٰی قبلتہ کانہ بعض امتہ ،

(ص ۲۸۲)

اگر کہا جائے کہ حق تعالیٰ نے " وخاتم النبیین " کیسے فرمایا ۔ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام آپ کے بعد ہیں اور وہ نبی ہیں جواب یہ ہے کہ آپ کے خاتم النبین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی شخص کو نبوت نہیں ملے گی ۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو آپ سے پہلے مل چکی ہے اور جب وہ نازل ہوں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کی شریعت پر عمل کریں گے ۔ آپ ہی کے قبلہ کی طرف نماز پڑھیں گے گویا آپ کی امت کے ایک فرد ہوں گے ۔

امام قرطبی کا عقیدہ

امام ابو عبداللہ محمد بن احمد الانصاری المالکی القرطبی ۔ (م ۶۷۱ھ) اپنی مشہور تفسیر " الجامع لاحکام القرآن " میں لکھتے ہیں :۔

والصحیح ان اللہ تعالٰی رفعہ الٰی السماء من غیر وفاۃ ولا نوم کما قال الحسن وابن زید و ھو اختیار الطبری ۔ و ھو الصحیح عن ابن عباس وقالہ الضحاک ۔

(ج ۴ ص ۱۰۰)

اور صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بغیر وفات اور بغیر نیند کے آسمان کی طرف اٹھایا ۔ جیسا کہ امام حسن اور ابن زید نے فرمایا ہے ۔ طبری نے اسی کو لیا ہے ۔ اور یہی حضرت ابن عباس سے صحیح ثابت ہوا ہے اور یہی امام ضحاک نے کہا ہے ۔

نیز آیت کریمہ " وانہ لعلم للساعۃ " کے ذیل میں ارشادات نبویہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :۔

قال علماؤنا رحمۃ اللہ علیہم ۔ فھذا نص علیٰ

ہمارے علماء (اہل سنت) رحمہم اللہ نے فرمایا کہ یہ ارشادات اس بارے میں

انہ ینزل مجدداً الدین النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی درس منہ لا بشرع مبتدأ ۔ و التکلیف باق علیٰ ما بیناہ ھنا وفی کتاب التذکرہ ۔

(ج ۱۶ ص ۱۰۷)

نص ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے مجدد کی حیثیت سے نازل ہوں گے ۔ دین کی جو باتیں مٹ گئی ہوں گی ان کو زندہ فرمائیں گے ۔ اپنی الگ شریعت نہیں لائیں گے ۔ لوگ اس وقت بھی دین محمدی کے مکلف ہوں گے ۔ جیسا کہ ہم نے یہاں اور کتاب التذکرہ میں بیان کیا ہے ۔

امام نووی شارح مسلم کا عقیدہ

الامام الحافظ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی (۶۳۱ھ ۶۷۶ھ) نے متعدد جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی تصریحات فرمائی ہیں ، شرح مسلم " کتاب الایمان " باب نزول عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہما السلام الخ " میں " ویضع الجزیۃ " کے تحت لکھتے ہیں ۔

قد یقال ھذا خلاف ما یحکم الشرع الیوم فان الکتابی اذا بذل الجزیۃ تجب قبولھا ولم یجز قتلہ ولا اکراھہ علی الاسلام ۔ وجوابہ ان ھذا الحکم لیس مستمر الی یوم القیامۃ بل ھو مقید بما قبل نزول عیسٰی علیہ السلام وقد اخبرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذہ الاحادیث الصحیحۃ بنسخہ ولیس عیسٰی صلی اللہ علیہ وسلم ھو الناسخ بل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ھو المبین للنسخ

کہا جا سکتا ہے کہ یہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جزیہ کا موقوف ہو جانا) اس کے خلاف ہے جو آج شریعت کا حکم ہے ۔ کیونکہ کتابی جب جزیہ دینے پر رضامند ہو تو اس کا قبول کرنا واجب ہے اور اس کو قتل کرنا یا اسلام پر مجبور کرنا جائز نہیں ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم قیامت تک جاری نہیں بلکہ نزول عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے پہلے تک ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے کہ یہ حکم عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں نہیں ہوگا ۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس حکم کو منسوخ نہیں فرمائیں

فان عیسٰی علیہ السلام یحکم بشرعنا فدل علی ان الامتناع من قبول الجزیۃ فی ذلک الوقت ھو شرع نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ج ۱ ص ۸۷)

گے بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ یہ حکم اس وقت نہیں ہوگا اس لیے اس نسخ کو بیان کرنے والے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے، عیسٰی علیہ السلام تو ہماری شریعت پر عامل ہوں گے۔ پس معلوم ہوا کہ عیسٰی علیہ السلام کا اس وقت جزیہ قبول نہ فرمانا یہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہے۔"

آگے لکھتے ہیں:۔

واما قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ویفیض المال فھو بفتح الیاء ومعناہ یکثر وتنزل البرکات وتکثر الخیرات بسبب العدل وعدم التظالم وتقیء الارض افلاذ کبدھا کما جاء فی الحدیث الاٰخر وتقل ایضا الرغبات لقصر الاٰمال وعلمھم بقرب القیٰمۃ فان عیسٰی علیہ السلام علم من اعلام الساعۃ واللہ اعلم (ج ۱ ص ۸۷)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اس وقت (عیسٰی علیہ السلام کے زمانہ میں) مال بہہ پڑے گا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ عدل وانصاف اور مظالم کی وجہ سے مال کی بہتات ہوگی، برکتیں نازل ہوں گی اور خیرات کی کثرت ہوگی۔ زمین اپنے جگر کے ٹکڑے اگل دے گی، جیسا کہ دوسری حدیث میں آیا ہے، نیز لمبی لمبی امیدوں کے ختم ہوجانے اور قربِ قیامت کا علم ہوجانے کے سبب مال سے لوگوں کی رغبتیں کم ہوجائیں گی کیونکہ عیسٰی علیہ السلام کا آنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

اور باب ذکر الدجال" میں لکھتے ہیں:۔

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فیبعث اللہ عیسٰی بن مریم ای ینزل من السماء حاکما بشرعنا وقد سبق بیان ھذا فی کتاب الایمان قال القاضی رحمہ اللہ تعالٰی

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ اللہ تعالٰی (قتل دجال کے لیے) عیسٰی بن مریم کو بھیجیں گے، یعنی وہ آسمان سے نازل ہوں گے ہماری شرع کے ساتھ حاکم بن کر۔ اور اس کا بیان کتاب الایمان میں گزر چکا

نزول عیسٰی علیہ السلام وقتلہ الدجال حق وصحیح عند اھل السنۃ للاحادیث الصحیحۃ فی ذلک ولیس فی العقل ولا فی الشرع ما یبطلہ فوجب اثباتہ۔ (ج ۲ ص ۴۰۳)

ہے۔ قاضی عیاض رحمہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت کے نزدیک عیسٰی علیہ السلام کا نازل ہونا اور دجال کو قتل کرنا حق اور صحیح ہے، بوجہ ان احادیث صحیحہ کے جو اس بارے میں وارد ہوئی ہیں، اور اس کے خلاف کوئی عقلی یا شرعی دلیل نہیں جو اس کا توڑ کرے۔ اس لیے اس کا اقرار واجب ہے۔

⁂ ⁂ ⁂

اور امام نووی "تہذیب الاسماء والصفات" میں فرماتے ہیں:۔

وثبت فی الصحیحین (۱) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ینزل عیسٰی ابن مریم من السماء ویقتل الدجال بباب لُدّ و احادیثہ فی قصۃ الدجال مشھورۃ فی الصحیح ینزل عیسٰی حکما عدلا کما سبق فی الحدیث الصحیح لا رسولا وانہ یصلی وراء الامام منا تکرمۃ من اللہ تعالٰی لھذہ الامۃ وجاء انہ یتزوج بعد نزولہ ویولد لہ ویدفن عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور صحیحین میں ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسٰی علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور باب لُد پر دجال کو قتل کریں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحاح میں قصہ دجال میں مشہور ہیں اور عیسٰی علیہ السلام حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے جیسا کہ حدیث صحیح میں پہلے گزر چکا ہے۔ اس امت کے رسول کی حیثیت سے نہیں آئیں گے اور وہ ہمارے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ یہ اللہ تعالٰی کی طرف سے اس امت کا اعزاز ہے اور یوں آتا ہے کہ وہ نزول کے بعد شادی بھی کریں گے اور ان کے اولاد بھی ہوگی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہوں گے۔

صـ ۲۷ / ۲۳

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3217

نعت

علی اصغر چشتی

تُو ہی میری آنکھ کا نور ہے — تُو ہی میرے دل کا قرار ہے
تجھ ہی سے ہے گل کی مہک مہک — تُو چمن چمن کی بہار ہے

میں ہوں جسم تُو میری روح ہے — میرے ذہن و دل میں ہے تُو ہی تُو
تیرے نام پر تیری یاد پر — میری زندگی کا مدار ہے

میرے دن گذر گئے ہجر میں — میری رات کٹ گئی سوز میں
میں امید وصل میں رہ گیا — میری ایسی حالت زار ہے

جسے تیری دید ہوئی نصیب — اُسے اور کیا چاہیے مزید
تیرا جس گلی سے گذر ہوا — مجھے اس گلی سے پیار ہے

تیرے میکدے سے گذر گیا — تو ہر ایک نے مجھ سے کہدیا
تُو نے کیا پیا ارے چشتیا — تیری آنکھ میں یہ کیا خمار ہے